32

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

19 تا 25 شعبان 1430ھ / 11 تا 17 اگست 2009ء

اس شمارے میں

”تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“

نفاذِ شریعت کے ثمرات

ایک عظیم خوشخبری

ریاست کے مقاصد

ایک سیاسی میچ کا احوال

اصل مقاصد کچھ اور تھے

ویت نام سے بھی بدترین شکست

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

سرچشمہ ہدایت

محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کے پیغمبروں میں تنہا وہ پیغمبر ہیں جو ہر زمانہ اور ہر طرح کے حالات میں تقلید واقتداء کے لائق ہیں، جن کی زندگی میں ایک غریب اور ایک دولتمند کو، ایک کمزور اور ایک تاجر اور ایک حاکم کو، ایک بھائی، ایک باپ کو، ایک بیٹے اور ایک شوہر کو، ایک معاہدہ کرنے والے اور ایک برسرجنگ آدمی کو، ایک مسرور اور ایک غمگین کو، ایک بیمار اور ایک تندرست کو، ایک جوان اور ایک بوڑھے کو مستقل ہدایات اور عملی نمونے حاصل ہو سکتے ہیں۔ پھر پیغمبروں کی صف میں تنہا وہ پیغمبر ہیں جن کی پوری زندگی کے واقعات، خلوت و جلوت کے حالات اور روحانی، جسمانی، اخلاقی اور مزاجی کیفیات پوری تفصیل اور پوری تاریخی صحت کے ساتھ محفوظ ہیں اور ہر شخص ان سے استفادہ کر سکتا ہے۔ پھر ان کے ساتھ ان کے ساتھیوں کی بھی تاریخ محفوظ ہے، جنہوں نے زندگی کے مختلف حالات، حکومت و دولت و قوت کے امتحانات اور ان کی تعلیمات میں خود کو کامیاب ثابت کیا۔

پھر ان کی شریعت میں وہ اصول وکلیات اور زندگی کے وہ حدود وقوانین ہیں جن پر ہر بدلے ہوئے زمانہ اور دنیا کے ہر مقام میں صالح تمدن، فاضل معاشرہ اور عادل سیاست کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے، اور انسانی صلاحیتوں کو نشوونما اور ترقی حاصل کرنے کا پورا موقع مل سکتا ہے اور جن کی روشنی میں یہ پوری دنیا اپنے کمالِ مطلوب کی طرف مجموعی حرکت کر سکتی ہے۔

مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں

مولانا ابوالحسن علی ندوی

آلہدیٰ (384)

سورۃ الاعراف

(آیات:161،162)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ وَاِذۡ قِیۡلَ لَهُمُ اسۡكُنُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ وَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ وَقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا نَّغۡفِرۡ لَـكُمۡ خَطِيۡٓــٰٔتِكُمۡ‌ؕ سَنَزِيۡدُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ قَوۡلًا غَيۡرَ الَّذِىۡ قِيۡلَ لَهُمۡ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۶۲﴾ ﴾

’’اور (یاد کرو) جب اُن سے کہا گیا کہ اس شہر میں سکونت اختیار کرلو۔ اور اس میں جہاں سے جی چاہے کھانا (پینا) اور (ہاں شہر میں جانا تو حِطّۃٌ کہنا اور دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کرنا۔ ہم تمہارے گناہ معاف کردیں گے۔ اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے۔ مگر جو اُن میں ظالم تھے، اُنہوں نے اُس لفظ کو جس کا اُن کو حکم دیا گیا تھا، بدل کر اُس کی جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا، تو ہم نے اُن پر آسمان سے عذاب بھیجا، اس لیے کہ ظلم کرتے تھے۔‘‘

اب یہاں بنی اسرائیل کو یاد دلایا جارہا ہے کہ وہ وقت یاد کرو جب تم سے کہا گیا تھا کہ اریحا نامی بستی میں داخل ہوجاؤ۔ (اریحا فلسطین کا پہلا شہر ہے جو بنی اسرائیل کے ہاتھوں فتح ہوا)۔ اور اب تم اس میں رہ سکتے ہو، اور اس میں سے جو چاہو، جہاں سے چاہو کھا سکتے ہو۔ ساتھ ہی یہ ہدایت فرمائی کہ دیکھو استغفار کرتے رہنا اور زبان سے کہتے رہنا، اے اللہ ہمارے گناہ جھاڑ دے۔ ہماری کوتاہیاں معاف کردے اور کمیوں کو پورا کردے۔ اور جب تم شہر کے دروازے میں سے داخل ہو تو سر جھکائے ہوئے داخل ہونا۔ تمہاری گردنیں اکڑی ہوئی نہ ہوں۔ تم ایسا کرو گے تو اس سے تمہیں بہت فائدہ ہوگا۔ ہم تمہاری جو بھی خطائیں ہیں، انہیں بخش دیں گے اور تمہاری فروگزاشتوں سے درگزر کریں گے۔ صرف خطائیں ہی معاف نہ کریں گے بلکہ جو محسن اور نیکوکار ہوں گے، اُن کے درجات بھی بلند کریں گے اور انہیں اونچے سے اونچے مراتب عطا کریں گے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ کے ان احکام کی پیروی کی جاتی، مگر یہودیوں میں سے جو ظالم تھے، انہوں نے اللہ کے سکھائے ہوئے الفاظ کو بدل دیا۔ اللہ نے حِطَّۃٌ سکھایا تھا، لیکن وہ حِنطَۃٌ (ہمیں گندم چاہیے) کہتے ہوئے اریحا میں داخل ہوئے۔ اس نافرمانی پر اللہ نے اُن پر آسمان سے ایک عذاب بھیج دیا۔ وہ عذاب طاعون (Plague) کی بیماری تھی، جس کے نتیجے میں وہ سب ہلاک ہوگئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

فرمانِ نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

آدابِ استغاثہ

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ فَاَقْضِيْ نَحْوَ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ)) (رواہ بخاری)

ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں بشر ہوں۔ تم اپنے جھگڑوں کے فیصلہ کے لیے میرے پاس آتے ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تم میں سے بعض لوگ دوسرے فریق کے مقابلہ میں اپنی دلیل کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ دلائل سننے کے بعد میں ایک فریق کے حق میں فیصلہ کردوں (تو اسے خدا سے ڈرنا چاہیے) اور ایک شخص کو دوسرے کے مال کا مالک بنادوں تو وہ نہ لے۔ بے شک میں آگ سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دے رہا ہوں۔‘‘

تشریح: اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر کے سامنے دو آدمی وراثت کے معاملہ میں جھگڑ رہے تھے۔ ان کی تو تکار سن کر حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ میں بشر ہوں ہر شخص کے دلائل سننے کے بعد ہی میں نے فیصلہ کرنا ہے اور وہ فیصلہ صرف دلائل کی بنا پر ہوگا۔ بعض لوگ دوسرے فریق کے مقابلہ میں اپنے دلائل کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں دراَنحالیکہ وہ اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہوتے، تم خدا سے ڈرتے ہوئے اپنا مقدمہ پیش کرو۔ اگر میں نے کسی فصیح و بلیغ آدمی کے دلائل سے متاثر ہو کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور اسے ایک ایسی چیز کا ملک بنادیا جس کا فی الواقع وہ مالک اور مستحق نہیں ہے تو اسے گمان نہ کرنا چاہیے کہ میرے اس فیصلہ سے حرام حلال ہوجائے گا۔ بہرحال جو شخص اپنی طلاقت لسانی کی وجہ سے اپنے حق میں فیصلہ کرا رہا ہے۔ وہ اچھی طرح یہ بات اپنے ذہن میں رکھے کہ اس نے آگ کا ایک ٹکڑا وصول کیا ہے یعنی اس مالِ حرام کی وجہ سے اسے قیامت کے دن آگ میں جانا پڑے گا۔

عدالت صرف اس بات کی مکلف ہے کہ وہ اپنی حد تک مقدمہ کے مواد، دلائل اور گواہوں کے بیانات کی روشنی میں فیصلہ کرے۔ عدالت میں جانے والے ہر شخص کو چاہیے وہ ظالم ہو یا مظلوم، اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ مرنے کے بعد اللہ کی بے لاگ عدالت میں بھی یہ مقدمہ زیرِ بحث آئے گا۔ طلاقتِ لسانی اور ذہانت کا کوئی حربہ وہاں کارگر نہ ہوسکے گا۔

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

اللہ رب العزت قرآن پاک کی سورۃ الحجرات میں فرماتا ہے: (ترجمہ) ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رُسل کو معجزے عطا فرمائے۔ پیغمبروں نے یہ معجزے اپنی اپنی قوم کو دکھائے اور اُن کی دنیوی زندگی کے ساتھ یہ معجزے بھی ختم ہو گئے، لیکن نبی آخر الزمان کو جو معجزہ عطا فرمایا وہ ابدالآباد تک زندہ جاوید رہے گا۔ معجزہ کے معنی ہیں عاجز کر دینے والی شے اور بالعموم یہ کسی چیلنج کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ہمارے آقا کو قرآن مجید بطور معجزہ عطا ہوا۔ قرآن مجید نے اپنی حیثیت منوانے کے لیے قریش مکہ اور منکرین رسالت کو تین بار چیلنج کیا کہ اس جیسی کتاب لاؤ، اس جیسی دس سورتیں لاؤ، اس جیسی ایک بھی سورت لے آؤ۔ لیکن اپنی ادبیت پر ناز کرنے والے عرب اور اپنی شاعری کو فلک کی بلندیوں سے پار سمجھنے والے عرب شاعر منہ لٹکائے اور آنکھیں جھکائے رہ گئے۔ اُن سے کوئی جواب نہ بن پایا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس شخص میں اسلام کا شائبہ تک نہیں جو یہ ایمان نہ رکھے کہ اللہ کا پاک کلام قرآن مجید حق ہے اور اس کا متن تا ابد محفوظ رہے گا۔ اُس میں تحریف ممکن نہیں اور یہ ہدایت نامہ ہے کائنات کے آخری انسان کے آخری سانس تک۔ یہ ہمارے ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ اس کے لیے ہمیں کسی دلیل، کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی ہمیں زندگی میں قدم قدم پر اس کی حقانیت کا افشا ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال میں سینکڑوں اور ہزاروں ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی فلاں فلاں آیات ان واقعات پر نازل ہوئیں۔ سورۃ الحجرات کی درج بالا آیت یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سانحہ گوجرہ پر نازل ہوئی ہے۔

اب تک دستیاب اطلاعات کے مطابق کسی نے عربی کی کوئی تحریر جو قطعی طور پر قرآن پاک کی آیات نہ تھیں دیکھ کر یہ افواہ پھیلا دی کہ عیسائیوں نے قرآن پاک کی توہین کی ہے اور اُسے پھاڑ کر زمین پر بکھیرا ہوا ہے۔ بس پھر کیا تھا، آناً فاناً ہجوم نے بعض عیسائیوں کے گھر جلا دیے اور تقریباً دس عیسائی ہلاک ہو گئے۔ درجنوں عیسائیوں کے مکانات جلا کر راکھ کر دیے گئے، اور یوں ہمارے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہم نے قرآنی ہدایت پر عمل نہ کیا اور فاسق کی خبر کی تحقیق نہ کی اور ایک گروہ کو نقصان پہنچا دیا اور اب ہم نادم ہیں۔ عین ممکن ہے جیسے کہ کہا جا رہا ہے کہ یہ دشمن کی سازش ہو اور پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش ہو، لیکن کیا سازشیوں نے لوگوں کو آوازیں دے دے کر گھروں سے نکالا تھا؟ اُن کے ہاتھوں میں دیا سلائی سازشیوں نے تھما دی تھیں؟ سازشیوں نے اُن کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی اور اُن کی عقل پر پردہ ڈال دیا تھا اور لوگوں کو گھیر کر لے گئے تھے کہ چلو ان گھروں کو جلا دو۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اُنہوں نے تو محض افواہ پھیلا دی ہو گی۔ یہ بھی ممکن ہے، عربی تحریر بھی پھاڑ کر سازشیوں نے زمین پر بکھیری ہو۔ باقی تمام قابلِ نفرت اور شرمناک حرکات تو ہم نے خود کیں۔ اگر ہم نے قرآن کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے تحقیق کر لی ہوتی تو آج ہمارے سر شرم سے جھکے نہ ہوتے۔ اے مسلمانو! تمہاری قرآن سے محبت سر آنکھوں پر، لیکن یہ محبت عمل میں کیوں نہیں ڈھلتی، یہ پیروی کی راہ کیوں نہیں دکھاتی۔ ہم قرآن کو سینے سے لگاتے ہیں، اُس کو چومتے چاٹتے ہیں، اُس کے تقدس کو مجروح کرنے والے کو جہنم واصل کر دیتے ہیں، لیکن خود عملاً اُس کی رہنمائی قبول کیوں نہیں کرتے، قرآن اور صاحبِ قرآن کے پیروکار کیوں نہیں بنتے۔ یہ جان لو اور جان لو کہ اللہ رب العزت نے اپنی رضا قرآن میں سمو دی ہے۔ ہم قرآن کو اپنے دل و دماغ میں بسا کر اس کی رضا کو اپنے لئے وقف کیوں نہیں کر لیتے۔ اللہ نے ہمارے ہاتھوں میں ایک تحریر ہی نہیں تھما دی، اُس کی نعمتِ کبریٰ یہ ہے کہ مجسم قرآن کو دنیا میں بھیج کر زندگی گزارنے کا آئیڈیل طریقہ بھی ہمیں سکھا دیا۔ ہم پھر بھی نہ سمجھیں کہ وہ کیوں کہتا ہے اور تکرار سے کہتا ہے ''تم اپنے رب کی کون (باقی صفحہ 4 پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — 19 تا 25 شعبان 1430ھ — شمارہ 32
11 تا 17 اگست 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 5869501-03 فیکس: 5834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

حلقہ سرگودھا ڈویژن کے زیراہتمام نفاذِ شریعت کے حوالے سے خصوصی پروگرام

حلقہ سرگودھا ڈویژن نے انجمن خدام القرآن سرگودھا کے تعاون سے ایک خصوصی پروگرام کا اہتمام کیا، جس کا موضوع ''پاکستان میں نفاذِ شریعت کیا، کیوں اور کیسے؟'' رکھا گیا۔ پروگرام میں بطور مقرر ڈاکٹر عبدالسمیع امیر حلقہ تنظیم اسلامی یورپ کو مدعو کیا گیا۔ یہ پروگرام 20 جون 2009ء بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب، مسجد جامع القرآن مین روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں منعقد کیا گیا۔ قبل ازیں پروگرام کی تشہیر کے لیے سیٹلائٹ ٹاؤن کے گردونواح میں 6 بینرز لگائے گئے اور 2000 ہینڈ بلز اور 300 خصوصی دعوت نامے تقسیم کیے گئے۔ سرگودھا کے معروف علماء کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ بعض علماء کرام نے باقاعدہ شرکت کی۔ بعض علماء شریک نہ ہو سکے، تاہم انہوں نے اس پروگرام کے انعقاد کو سراہا اور کہا کہ ''آپ نے وہ کام کر دکھایا جو آج کے علماء کو مل کر کرنا چاہیے تھا۔''

اس پروگرام میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض طاہر بشیر نقیب اسرہ یونیورسٹی روڈ نے سرانجام دیے۔ وہ وقتاً فوقتاً سامعین کو کلام اقبال سے روشناس کرواتے رہے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا، جس کا اعزاز قاری محمد اعظم نے حاصل کیا اور سامعین پر وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ اس کے بعد حمد باری تعالیٰ راقم الحروف نے پڑھی اور نعت رسول مقبولؐ کی سعادت طاہر بشیر نے حاصل کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع نے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے سورۃ المائدہ کی آیات 44، 45 اور 47 کی تلاوت کی۔ انہوں نے بتایا کہ شریعت دراصل ہر اُس فیصلے کا نفاذ ہے جو نبی کریم ﷺ نے اپنے 23 سالہ نبوی بالخصوص 10 سالہ مدنی دور میں کر کے دکھایا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے وہ بیوروکریٹس اور سیاستدان جن کی زبانیں صلح حدیبیہ اور میثاق مدینہ کا ذکر کرتے اور یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتیں کہ نبیؐ نے غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات کیے تھے، انہیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں غزوۂ بنوقریظہ میں سازشی یہود کی بدعہدی پر ان کے 700 مردوں کی گردنیں بھی اڑائی گئیں، اور یہ کہ یہود کے دو قبائل کو بدعہدی کی وجہ سے جلاوطن کیا گیا اور مشرکین کی بدعہدی کی وجہ سے مکہ پر 8ھ کو فوج کشی بھی کی گئی۔ نفاذِ شریعت کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے گفتگو کرتے ہوئے کہا: ''ہمیں شریعت کی خاطر اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کر دینی چاہئیں۔ نفاذِ شریعت ہی میں اس مملکتِ خداداد پاکستان کی بقا کا راز مضمر ہے۔ اس پروگرام میں رفقاء واحباب کی حاضری 200 کے لگ بھگ تھی۔

تنظیم اسلامی حلقہ سرگودھا ڈویژن نے اس پروگرام کے حوالے سے 3000 کتابچے بھی چھپوائے تھے، جن کا موضوع بھی یہی تھا ''پاکستان میں نفاذِ شریعت کیا، کیوں اور کیسے؟'' یہ کتابچے اس پروگرام کے شرکاء میں اور اس کے علاوہ شہر کی بڑی مساجد میں تقسیم کیے گئے۔ سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ لوگوں نے اس پروگرام کے انتظامات کو بہت سراہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے قیام کے لیے سچی لگن اور جذبہ عطا فرمائے۔

(رپورٹ: حافظ محمد زین العابدین)

بقیہ: اداریہ

کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے''۔ آج ہم ذلیل وخوار ہیں، تارکِ قرآن ہونے کی وجہ سے۔ آج ہم مغلوب اور مظلوم ہیں تو تارکِ قرآن ہونے کی وجہ سے۔ آج ہماری بے لنگر کشتی بے رحم لہروں کے رحم وکرم پر ہے تو تارکِ سنت ہونے کی وجہ سے۔ آج ہم قرآن کو امام بنا کر اور سنت کو دانتوں سے پکڑ کر زندگی کی شاہراہ پر گامزن ہو جائیں تو منزل خود ہماری قدم بوسی کرے گی۔ تب ہم دل کی گہرائیوں سے اور ایمانی قوت کے بل پر پڑھیں گے: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ صدق اللہ العظیم۔

دوسری جانب ہم یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ ایک ایسے وقت میں جب کہ تمام مسلمان، اُن کی دینی وسیاسی تنظیمیں عیسائی کمیونٹی کے ساتھ ہونے والی زیادتی کی مذمت کر رہی ہیں، حکومت پنجاب نے بھی واقعہ کی انکوائری کے لیے جسٹس حمید اقبال حمید الرحمٰن کی سربراہی میں انکوائری کمیشن مقرر کر دیا ہے، عیسائی قیادت کو چاہیے کہ اس واقعہ کی آڑ میں ناروا مطالبات سے اجتناب کرے۔ توہین رسالت کے قانون میں ردوبدل کا جو مطالبہ بشپ آف لاہور الیگزینڈر جان ملک اور اقلیتی امور کے صوبائی وزیر شہباز بھٹی نے کیا ہے، وہ انتہائی غلط اور جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے۔ پاکستان میں اقلیتوں کو آئینی طور پر ہر طرح کے حقوق حاصل ہیں، لیکن انہیں حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ توہین رسالت کا قانون جس کے خلاف امریکہ، یورپ اور اُن کی پروردہ این جی اوز ایک عرصے سے سرگرم عمل ہیں، تمام انبیاء ورسل کی عصمت کے حوالے سے ہے۔ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہ صرف پوری تکریم کرتے ہیں، بلکہ اُن کی رسالت پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور اُن کی شان میں گستاخی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ عیسائیوں یا دیگر اقلیتوں کو بھی انبیاء کرام بالخصوص نبی آخر الزماں ﷺ کی حرمت کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے اور غیر ملکی ایجنڈے کے تحت توہین رسالت کے قانون کے خلاف محاذ کھولنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ بغور دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ توہین رسالت کا قانون غیر مسلموں کو تحفظ دیتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے تحت جس شخص پر توہین رسالت کا الزام لگتا ہے، اُسے قانون کے حوالے کیا جاتا ہے، تاکہ اس معاملے کی پوری تحقیق ہو، جس کے بعد یا تو اُس کی بے گناہی ثابت ہونے پر اُسے بری کیا جائے یا جرم ثابت ہونے کی صورت میں سزا دی جائے۔ اگر یہ قانون موجود نہ ہو تو لوگ اشتعال میں آ کر از خود کارروائی کریں گے، جس سے معاشرے میں انتشار پھیلے گا، اور یہ چیز کسی بھی صورت سماج کے لئے مفید نہ ہوگی۔

شائقین علوم قرآنی کے لیے نادر موقع

امسال رمضان المبارک کے دوران

دورۂ ترجمۃ القرآن

کے شائقین کے لیے

مسجد الھدیٰ

13۔ایف، شاہ رکن عالم کالونی ملتان

میں قیام وطعام (سحری وافطاری) کا بندوبست کیا گیا ہے

(یہ سہولت ایف اے پاس یا درس نظامی کے فضلاء (یا آخری سال کے طلبہ) کو فراہم کی جائے گی)

شائقین حضرات 20 اگست 2009ء تک اپنا اندراج کرالیں

المعلن: انجینئر محمد عطاء اللہ خان، امیر تنظیم اسلامی، نیو ملتان

مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں: 0300-6104905 / 061-6021153

نفاذِ شریعت کے ثمرات

شریعت کو بازیچۂ اطفال بنانے کے سبب یہودی ذلت و رسوائی سے دوچار ہوئے
آج امت مسلمہ بھی اسی المیہ سے دوچار ہے

سورۃ المائدۃ کی آیات 65تا68 کی روشنی میں ایمان افروز گفتگو

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 31 جولائی 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ المائدۃ کی آیات 65تا68 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! سورۃ المائدۃ کے ساتویں رکوع سے ہم نے سبقاً سبقاً مطالعہ شروع کیا تھا۔ جب کہ اس سے پہلے کے چھ رکوعوں کی منتخب آیات کا مطالعہ کیا تھا، جن کا تعلق نفاذ شریعت کی اہمیت سے ہے۔ شریعت زندگی گزارنے کا راستہ ہے، جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے طے کر دیا ہے۔ زندگی تو سب لوگ گزار رہے ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اوندھے منہ زمین میں گھسٹ رہے ہیں، صرف جبلی خواہشات کے تحت زندگی کے ایام بسر کر رہے ہیں۔ اُن کا کوئی اعلیٰ نصب العین نہیں ہے۔ لیکن ان کی زندگی انسانی نہیں، حیوانی زندگی ہے۔ قرآن نے ان لوگوں کے بارے میں کہا ہے کہ "یہ لوگ چوپاؤں کے مانند ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں"۔ اصل زندگی اُن لوگوں کی ہے جو شریعت کے حسین راستے پر گامزن ہیں، جو ابدی کامیابی کی منزل سے ہمکنار کرنے والا ہے۔ اسی راستے پر چل کر آخرت کی حقیقی کامیابی حاصل ہوگی اور دائمی زندگی میں ہر طرح کی نعمتیں میسر آئیں گی۔ یہی فوزِ عظیم ہے۔ یہی انسان کا مطلوب و مقصود ہونا چاہیے۔ دنیا کی زندگی تو دارالامتحان ہے، دارالجزا نہیں۔ یہاں تو انسان کو آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے۔ ضروری نہیں کہ دنیا میں نیکی کا نتیجہ ظاہر ہو، بلکہ بسا اوقات معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ دینی اصولوں پر چلنے والے لوگ یہاں مصائب و آلام کا شکار رہتے ہیں۔ غربت و افلاس اور فاقوں کا سامنا کرتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم نہیں دلوا سکتے۔ اس اعتبار سے دنیا کی حیثیت مومن کے لیے ایک قید خانہ کی سی ہے۔ جہاں اُسے پابند شریعت زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ حلال و حرام، جائز و ناجائز کا ہر لحظہ خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اسی لئے نبی کریمؐ نے فرمایا:

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔" (رواہ مسلم)

یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو کئی اور ایسی چیزیں عطا کرتا ہے جو دوسروں کو نہیں دی جاتیں۔ ان میں سے ایک اہم چیز سکونِ قلب کی دولت ہے۔ مومن تھوڑی پر قناعت کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ زندگی عارضی ہے۔ میری اصل منزل آخرت ہے۔ میں نے وہاں کے لیے توشہ تیار کرنا ہے۔ اس یقین کے سبب وہ پر سکون زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کے برعکس دنیا کے پجاری ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔ ہر قسم کے وسائل دولت کے باوجود اُن کی ہوسِ زر کم نہیں ہوتی، بلکہ اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جس کی بنا پر اُن کا دن کا چین اور رات کا سکون غارت ہو کر رہ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص آخرت کو اپنا غم بنالیتا ہے (کہ میرا اصل مسئلہ آخرت ہے دنیا تو راہ گذر ہے۔ جیسے بھی ہوا، اس پر سے گزر جاؤں گا) اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اُس کے الجھے ہوئے کاموں کو سلجھا دیتا ہے اور دنیا اُس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے (یعنی دنیا کا جو مال و متاع اس کی قسمت میں ہے، آسانی سے اُس کے پاس پہنچ جاتا ہے) ——— اور (اس کے برعکس) جو شخص دنیا کو اپنا غم بنا لیتا ہے (یعنی دنیا پر مر مٹنے کا فیصلہ کر لیتا ہے کہ دنیا ہی کمانی ہے، اسی میں آگے بڑھنا ہے، زیادہ سے زیادہ سہولیات حاصل کرنی ہیں، عیش و عشرت کا اہتمام کرنا ہے) اللہ تعالیٰ اُس کی پیشانی پر محتاجی لکھ دیتا ہے (وہ محسوس کرتا ہے کہ میں لوگوں سے دنیاوی سٹیٹس میں کم تر ہوں، اُس کو جتنی بھی دولت مل جائے، وہ مطمئن نہیں ہوتا، اگر اُس کے پاس دو فیکٹریاں ہوں، جب اُس شخص کو دیکھتا ہے جس کے پاس چار، چھ کارخانے ہوں، تو یہ چیز اُسے بے چینی، پریشانی اور اضطراب میں مبتلا کرتی ہے) اللہ تعالیٰ اُس کے سلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے الجھا دیتا ہے۔ دنیا کا رزق اُسے صرف اتنا ہی ملتا ہے جتنا اُس کے مقدر میں ہوتا ہے۔"

اگرچہ اہل ایمان کو اُن کی نیکیوں کا اجر آخرت میں ملے گا، جو حقیقی دار الجزاء ہے ——— تاہم اُن سے اللہ نے دنیا کے حوالے سے بھی یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ شریعت پر عمل کریں گے، اللہ کے نظام زندگی کو اپنی شخصی اور معاشرتی زندگی میں بھی اپنائیں گے اور اس قانون کو اپنی اجتماعی زندگی میں بھی نافذ کریں گے تو اللہ انہیں خوشحالی عطا فرمائے گا، انہیں اقوام عالم میں عزت کا مقام دے گا۔ لیکن یہ کب ہوگا؟ جب مسلمانوں کی قابل ذکر تعداد خود بھی شریعت پر عمل کرے گی اور اسے اللہ کی زمین پر نافذ کرے گی۔

یہ خوشحالی اور سربلندی مومنوں کے لیے بونس کے درجے میں ہے، اُن کے لیے اصل اجر و ثواب آخرت میں ہوگا۔ جو کامیابی و ناکامی کا اصل مقام ہے اور جو ہار جیت کے فیصلے کا اصل دن ہے۔ جس دن کسی کو بھی راہ فرار کا موقع نہ مل سکے گا۔ ہر شخص کو اپنے کیے کا حساب دینا ہوگا۔ اُس دن کامیابی اگر قارون اور بل گیٹس جیسے لوگوں کو نہ ملے گی، حالانکہ دنیا میں ان کے پاس دنیا بھر کی دولت تھی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ ناکام لوگ ہیں۔ قرآن ایسے لوگوں کو سب سے زیادہ خسارہ پانے والے کہتا ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے محنت تو خوب کی لیکن اُن

کی ساری محنت دنیا کمانے کے لیے تھی۔ اس محنت کا کیا حاصل؟ جب اخروی زندگی میں ناکام رہے۔

آج ہم سورۃ المائدہ کی جن آیات کا مطالعہ کررہے ہیں، ان میں ایمانی زندگی کے اُخروی ثمرات اور نفاذِ شریعت کی دنیوی برکات کا ذکر آیا ہے۔ یہ بات اہل کتاب کے حوالے سے ہمیں سمجھائی جارہی ہے۔ فرمایا:

﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (۶۵) ﴾

"اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے، تو ہم اُن سے اُن کے گناہ محو کردیتے اور اُن کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے۔"

یعنی اگر اہل کتاب بھی اپنے اپنے وقت میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ ضرور انہیں آخرت کی عظیم کامیابی عطا فرماتا، اُن کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا، اور انہیں جنت میں داخل کردیتا ہے۔ تقویٰ کا کیا مفہوم ہے، اسے سمجھ لیجیے۔ تقویٰ کے معنی "بچنا" کے ہیں۔ یعنی اللہ کی ناراضی سے بچنا، حرام کاموں سے بچنا، اللہ کی نافرمانی سے بچنا۔ اُس نے جس بات کا حکم دیا ہے اسے بجالانا، اور جس سے روکا ہے اس سے رُک جانا، تقویٰ ہے۔ یہی دین و شریعت کی تکمیل ہے۔ اگر اہل کتاب یہ روش اپناتے تو بہترین اجر پاتے۔ یہ خطاب ہم سے بھی ہے۔ اگر ہم تقویٰ کی روش اپنائیں گے تو آخرت کی دائمی زندگی میں کامیابی ملے گی، جو کہ اصل کامیابی ہے۔ اس آیت کے ذیل میں مفسرین نے اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ اہل کتاب کا ایمان تب ہی معتبر ہوگا جب وہ رسالت محمدیؐ پر اور قرآن حکیم پر ایمان لائیں گے۔ قرآن مجید سابقہ کتب کا محافظ ہے۔ اُن کی اصل تعلیمات اس میں آگئی ہیں۔ اس لئے قرآن وسنت پر مبنی شریعت ہی اب رہتی دنیا تک واجب التعمیل ہے۔

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ ﴾

"اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل ہوئیں اُن کو قائم رکھتے تو (اُن پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔"

اگر ان لوگوں نے قانونِ شریعت کی پیروی کی ہوتی، اس قانون پر خود بھی عمل پیرا ہوتے، اور اُسے نافذ بھی کرتے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ انہیں خوشحالی عطا کی جاتی۔ یہ اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور نیچے سے بھی۔ اُن پر آسمان سے بھی برکتیں نازل ہوتیں اور زمین بھی اپنے خزانے اگل دیتی۔ ان لوگوں کے لیے اللہ اپنے خزانے کھول دیتا، جو زمینوں، آسمانوں اور کل کائنات کا رب ہے۔ بنی اسرائیل کو شریعت عطا کی گئی تو ساتھ ہی اُن سے یہ عہد بھی لیا گیا کہ اُسے مضبوطی سے پکڑو گے۔ لیکن اُنہوں نے اس عہد سے انحراف کیا اور شریعت کی پیروی کرنے کی بجائے اُسے بازیچۂ اطفال بنالیا۔ چنانچہ وہ برکات سے محروم رہے اور ذلت سے دوچار ہوئے۔ آج امت مسلمہ کا بھی یہی المیہ ہے۔ شریعت سے روگردانی کے سبب ہر طرح کی برکات سے محروم ہے اور طرح طرح کے عذابوں میں گھری ہوئی ہے۔ خیر القرون میں جب شریعت قائم تھی، تو اس کی برکات کا بھرپور ظہور ہوا۔ صحابہ کرام ؓ غلبہ دین کے مشن کے لیے روم اور فارس کی سلطنتوں سے ٹکرا گئے اور اللہ کے دین کو غالب کیا، تو اس کے نتیجے میں وہ خوشحالی آئی جس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ عہد فاروقیؓ میں لوگ زکوٰۃ لئے پھرتے تھے، مگر کوئی لینے والا نہ ملتا تھا۔ نفاذ شریعت کی برکت سے قیصر وکسریٰ کے خزانے اُن کے قدموں میں آگئے تھے۔

ہم اہل پاکستان نے اسلام اور شریعت کے نام پر یہ ملک حاصل کیا، لیکن باسٹھ سال گزر جانے کے باوجود شریعت کو اپنے ہاں نافذ نہ کرسکے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ برکات سے محروم ہیں۔ امن وسکون چھن چکا ہے اور ہم طرح طرح کے عذابوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ آج ہماری معیشت تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے انڈسٹری بیٹھ گئی ہے۔ پانی پر انڈیا تسلط جما چکا ہے، چنانچہ زراعت کو بھی شدید خطرہ لاحق ہے۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی ڈکٹیشن پر ملک چلایا جارہا ہے اور یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ جن ممالک نے ان اداروں سے قرض لیا، وہ کبھی معاشی استحکام حاصل نہیں کرسکے۔ اس لئے کہ ان کا کام ہی مقروض ملکوں کو نچوڑنا ہے۔ یہ قرض دیتے ہیں تو ساتھ ہی اُسے خرچ کرنے اور اس کی وصولی کے لیے ڈکٹیشن بھی دیتے ہیں۔ ان کی ڈکٹیشن پر حکومتیں جو پالیسیاں وضع کرتی ہیں، وہ عوام اور ملک کے لیے تباہ کن ثابت ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں افراطِ زر، مہنگائی اور بے روزگاری بے قابو ہوچکی ہے۔ مہنگائی اور بے روزگاری جتنی بڑھ رہی ہے، اسی تناسب سے جرائم کی شرح میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ اپنے ہر قسم کے مسائل سے چھٹکارا پانے اور معاشی استحکام اور خوشحالی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہم شریعت کی طرف آئیں، افسوس کہ ہم ادھر آنے کو تیار نہیں۔ یہ ہماری محرومی کی انتہا ہے۔

آگے فرمایا:

﴿ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ (۶۶) ﴾

"ان میں کچھ لوگ میانہ رو ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال برے ہیں۔"

اہل کتاب میں اگرچہ کچھ لوگ میانہ رو بھی ہیں جیسے عبداللہ بن سلام، جو آپؐ پر ایمان لے آئے تھے۔ اسی طرح نجاشی کا معاملہ ہے۔ انہوں نے مشرکین سے مسلمانوں کی حفاظت کی۔ لیکن اہل کتاب کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ بہت بُری حرکتیں کرنے والی ہے۔ یہ تورات وانجیل کو مانتے ہیں، موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، لیکن ان کی حرکتیں ایسی ہیں کہ شیطان بھی شرما جائے۔

آگے نبی اکرم ﷺ سے خطاب ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ ﴾

"اے پیغمبر جو ارشادات تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچادو۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو تم اللہ کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا)۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کلام میں اگر کوئی بات یہود کے خلاف آجائے، کوئی حکم اُن کے خلاف آجائے، اور یہود کے دباؤ کے تحت آپؐ یہ سمجھیں کہ فی الحال اس بات کا ابلاغ روک دیا جائے، اس کی گنجائش نہیں۔ آپؐ کسی وقتی مصلحت کے تحت بھی ایسا نہیں کرسکتے۔ جو کچھ اللہ نے نازل کیا، اُسے پورا پورا پہنچادینا آپؐ پر لازم ہے۔ آپؐ کی ذمہ داری بہت نازک ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ کلام الٰہی کی زد خواہ یہودیوں اور عیسائیوں پر پڑے، خواہ منافقین اور مشرکین پر، اُسے

صاف صاف بیان کر دینا آپؐ کے ذمے ہے۔ اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا (جس کا کوئی امکان ہی نہیں تھا) تو آپؐ نے رسالت کی ذمہ داری ادا نہیں کی۔ دراصل آپؐ کے حوالے سے اعدائے اسلام کو یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ ہمارے رسولؐ کسی کے دباؤ کے تحت ہرگز اللہ کے نازل کردہ کلام میں ترمیم نہیں کریں گے، نہ اس کے ابلاغ کو روکیں گے۔ وہ کسی کے دباؤ میں آنے والے نہیں۔ جو بات اُن کے رب کی طرف سے اُن پر نازل ہوئی ہے، اسے پہنچا کر رہیں گے، اور یہی ہوا۔ آپؐ نے اللہ کے حکم کے مطابق ہر چیز کی تبلیغ کی۔ آپؐ نے لوگوں کی استعداد کے مطابق ہر چیز بلا کم و کاست اور بے خوف و خطر پہنچا دی۔ اور وصال سے دو ڈھائی مہینے پہلے حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام ؓ کے عظیم الشان اجتماع میں اس کا اعلان بھی فرما دیا کہ ''اے اللہ تو گواہ رہ، میں (تیری امانت) پہنچا چکا''۔

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝67﴾

''اور اللہ تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔
بے شک خدا منکروں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

یہود مسلسل آپؐ کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ کئی بار ان کی سازشیں پکڑی گئیں۔ انہوں نے آپؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا، لیکن اللہ نے آپؐ کو بروقت مطلع فرما دیا۔ اسی طرح کا معاملہ مشرکین کا تھا۔ وہ بھی آپؐ کے درپے آزار تھے۔ چنانچہ دشمنوں کی طرف سے آپؐ کو نقصان پہنچانے کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا اللہ نے واضح فرما دیا کہ ان کی سازشیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی۔ ان کے شیطانی منصوبے ہر بار ناکامی سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے شر سے آپؐ کو بچائے گا۔

اگلی کتاب میں اہل کتاب کے بارے میں فرمایا:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ﴾

''کہو کہ اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں اُن کو قائم نہ رکھو گے، کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے۔''

اب پھر اقامت دین اور نفاذ شریعت کا مضمون آرہا ہے، جو اس سورۃ کا مرکزی موضوع ہے۔ اے نبی آپؐ ان اہل کتاب پر واضح کر دیجیے، تمہارا اللہ کی نگاہ میں کوئی مقام نہیں، کوئی حیثیت نہیں، جب تک کہ تم تورات اور انجیل کو قائم نہ کر دو۔ دراصل یہودی احساس تفاخر میں مبتلا تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم اہل کتاب ہیں، انبیاء کی اولاد ہیں، جبکہ ہمارے مقابلے میں جو لوگ ہیں وہ اُمّی، ان پڑھ ہیں۔ یہی معاملہ عیسائیوں کا تھا۔ چنانچہ اہل کتاب سے فرمایا گیا کہ جب تم اللہ کی کتاب تورات و انجیل کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو تمہارا یہ فخر کرنا کہ ہم صاحب کتاب ہیں، اللہ کی نگاہ میں کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اب اسی کو اپنے اوپر قیاس کر لیجیے۔ ہم اہل قرآن ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں جو رسولوں کے سردار ہیں، لیکن ہم جب تک اللہ کی نازل کردہ شریعت کو نافذ نہیں کرتے، اللہ کی نگاہ میں ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ ہم اللہ کی مدد کے آرزو مند ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ شریعت سے بغاوت کے ساتھ ہمیں اللہ کی نصرت کیسے حاصل ہو سکتی، ہماری دعائیں کیونکر قبول ہو سکتی ہیں۔ یقیناً ہمیں اللہ کی معیت حاصل ہو سکتی ہے، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ وفاداری کریں، اگر ہم ایسا کر لیں تو وہ واقعی ہمارا پشت پناہ ہوگا اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائے گا۔

آگے فرمایا:

﴿وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ﴾

''اور (یہ قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے، اس سے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا۔''

یہ وہ بات ہے جو پہلے بھی آئی کہ کلام الٰہی جتنا اُترتا ہے، اس سے ان کے دلوں میں اتنی ہی سرکشی، طغیانی اور کفر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا خیال تھا کہ یہود اُن کے قریب ہیں۔ اس لئے کہ وہ صاحب شریعت، صاحب کتاب ہیں، انبیاء کی اولاد ہیں، توحید کے علمبردار ہیں، اگرچہ عملاً شرک کر رہے ہیں، لیکن فرمایا کہ ان کے بارے میں یہ خیال نہ رکھو۔ یہ دین و شریعت کے سب سے بڑے مخالف ہیں۔ کلام الٰہی جس قدر اترتا ہے، اتنی ہی ان کی شرارتیں اور کفر بڑھتا جاتا ہے۔ یہ تمہارے خلاف اور زیادہ سازشیں کرتے ہیں —— اور یہ قیامت تک سازشیں کرتے رہیں گے۔ اگرچہ یہ آپؐ کو برحق جانتے ہیں، مگر حسد اور تکبر کی بنا پر آپؐ پر ایمان لانے کو تیار نہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ اپنی پھونکوں سے اسلام کی شمع کو بجھا دیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی پھونکوں سے یہ شمع بجھ نہیں سکتی۔ اس لیے کہ اللہ خود اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔

یہود و نصاریٰ کل بھی اسلام اور شریعت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے اور آج بھی یہی لوگ اسلام کا راستہ روک رہے ہیں۔ امریکی صدر بش نے افغانستان میں کروسیڈی معرکہ کیوں شروع کیا؟ اسی لئے تاکہ اسلام کے احیاء کے عمل کو ابتدا ہی میں روک دیا جائے، جو اُن کے شیطانی نیو ورلڈ آرڈر اور ابلیسی تہذیب کے لئے خطرہ بننے والا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پوری دنیا پر اپنا استحصالی نظام اور دجالی تہذیب مسلط کر دیں اور چونکہ اس کی مخالفت وہ لوگ کر رہے ہیں جو اسلام کے علمبردار ہیں، رسول اکرم ﷺ کے سچے جاں نثار اور شریعت محمدیؐ کے وفادار ہیں، لہٰذا ہر جگہ ان کے خلاف یہود و نصاریٰ نے محاذ کھول رکھا ہے۔ قرآن حکیم نے روز اول ہی سے یہ واضح کر دیا کہ ان کی آپس میں خواہ کتنی ہی دشمنی ہو، مسلمانوں اور اسلام کے خلاف یہ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

﴿فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝68﴾

''تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو۔''

نبیؐ سے فرمایا کہ آپ ایسی قوم کے انجام پر جس نے کفر و انکار ہی پر کمر باندھ لی ہو، افسوس نہ کیجیے۔ ان لوگوں کو پہلے بھی شکست ہوئی تھی جب مکہ کی گلیوں میں آپؐ فریضہ تبلیغ ادا کر رہے تھے، اور اس وقت بھی جب مدینہ میں جہاد و قتال ہو رہا تھا —— اور جب حق و باطل کا آخری معرکہ برپا ہوگا، ایک مرتبہ پھر ناکامی ان کے حصے میں آئے گی، خواہ سائنس و ٹیکنالوجی کی ساری قوت انہیں حاصل کیوں نہ ہو۔ اگرچہ اس سے پہلے مسلمانوں کو دین سے غداری کی سزا تو ملے گی کہ انہوں نے زمین کے کسی بھی حصے میں اسلام نافذ نہیں کیا، تاہم آخر کار شیطان کے سب سے بڑے ایجنٹ یہودیوں کو پسپائی ہوگی۔ وہ بہت ہولناک انجام سے دوچار ہوں گے۔ یہ تو دنیا کی سزا ہے۔ آخرت میں تو انہیں اور بھی سخت سزا ملے گی۔ دعا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت سے وفاداری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محجوب الحق عاجز]

ایک عظیم خوشخبری

سیدہ حمیرا مودودی

(گزشتہ سے پیوستہ)

شہر عظیم باشد اعظم ترین مقتل
صد کربلا چوں کربل ہر جا بخانہ خانہ

''ہندوستان کا سب سے بڑا شہر (دہلی) مسلمانوں کی سب سے بڑی قتل گاہ بنے گا۔ گھر گھر کربلا سے بھی سو گنا بڑی کربلا برپا ہو جائے گی۔''

دہلی چونکہ ہندوستان کا دارالسلطنت تھا اور مسلمانوں کی اکثریتی آبادی وہیں رہتی تھی، اسی وجہ سے دہلی کو شہر عظیم سے موسوم کیا گیا ہے۔

بے تاج بادشاہاں شاہی کنند ناداں
اجرا کنند فرماں فی الجملہ مہملانہ

''نااہل اور نکمے لوگ بادشاہی کریں گے اور فرمان جاری کریں گے، مگر یہ سب مہمل قسم کے ہوں گے۔''

قائد اعظمؒ کی رحلت کے بعد پاکستان کندۂ ناتراش لوگوں کے ہاتھوں میں آ گیا۔ وہ مسلمانوں کے ملک (پاکستان) میں بے تاج بادشاہ شاہی کرنے لگے۔ بے تاج سے مراد ہے نااہل اور نکمے لوگ، جو ہر قسم کے مہمل فرمان اور احکام جاری کریں گے، اقربا پروری اور دوست نوازی کریں گے۔ مسلمانوں کا ملک نااہلوں کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ یہ لوگ خود کو عوام کے خادم سمجھنے کی بجائے بادشاہ سلامت سمجھیں گے اور مسلمانوں کے ملک کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھ کر حکم چلائیں گے۔

از رشوت و تساہل دانستہ از تغافل
تاویل یاب باشند احکام خسروانہ

''رشوت، لاپروائی، دیدہ و دانستہ کوتاہی و تغافل کا دور دورہ ہو گا۔ عوام کے معاملات حکمرانوں کی غفلت اور کاہلی کی وجہ سے معرض التوا میں پڑے رہیں گے۔''

رشوت خوری، غفلت اور کام چوری نے آج ہمارے ملک اور عوام دونوں کا ستیاناس کر دیا ہے۔

عالم ز علم نالاں دانا ز فہم گریاں
ناداں بہ رقصِ عریاں مصروف والہانہ

''عالم اپنے علم پر اور دانا اپنی عقلمندی پر روئیں گے اور سر پیٹیں گے۔ ان کی کچھ شنوائی نہیں ہو گی۔ جبکہ نادان لوگ ننگے ناچ میں دیوانہ وار مصروف رہیں گے (اور ہر طرف روشن خیالی و اعتدال پسندی کا دور دورہ ہو گا)۔''

شفقت بہ سرد مہری تعظیم در دلیری
تبدیل گشتہ باشد از فتنۂ زمانہ

''شفقت کی جگہ سرد مہری اور لاپروائی ظاہر ہو گی۔ بزرگوں کی تعظیم بے ادبی میں بدل جائے گی۔ یہ فتنۂ زمانہ ظاہر ہو کر رہے گا۔''

ہمشیر با برادر پسران ہم بہ مادر
نیز ہم پدر بہ دختر مجرم با عاشقانہ

''بہنیں بھائیوں سے محفوظ نہ رہیں گی۔ بیٹے ماؤں سے ملوث ہوں گے۔ بیٹیاں باپ سے خطرے میں ہوں گی۔ (یعنی باپ، بیٹے، بھائی کا رشتہ بے اعتبار ہو جائے گا۔)''

از امت محمدﷺ سرزد شوند بے حد
افعال مجرمانہ اعمال عاصیانہ

''غرض امت محمدیﷺ سے بے انتہا مجرمانہ افعال اور قابل سزا اعمال سرزد ہوں گے۔ (اخلاقی اور مذہبی برائیاں عام ہوں گی، موج مستی دیکھنے کو ملے گی۔)''

بے مہرگی سرآید پردہ دری در آید
عفت فروش باطن معصوم ظاہرانہ

''عورتیں بے پردگی کی دلدادہ ہو جائیں گی۔ مرد پردہ دری کے خوگر ہوں گے، یعنی بے پردگی کو فروغ دیں گے۔ بیویوں کو بے پردہ پھرائیں گے۔ عورتیں در پردہ عصمت فروشی کی مرتکب ہوں گی لیکن بظاہر معصوم نظر آئیں گی۔''

حلت رود سراسر حرمت رود سراسر
عصمت رود برابر از جبر مغویانہ

''حلال و حرام کی تمیز سراسر اٹھ جائے گی۔ اغوا اور جبر کے ذریعے عصمتیں پامال کی جائیں گی۔ نہ کوئی داد ہو گی نہ فریاد۔''

فسق و فجور ہر سو رائج شود بہ ہر سو
مادر بہ دختر خود سازد بے بہانہ

''ہر طرف فسق و فجور، روشن خیالی، اعتدال پسندی موج مستی، رواج پائے گی۔ ماں اپنی بیٹی سے بہانہ سازی کرے گی (اور اولاد سے جھوٹ بول کر باہر موج میلہ کرتی پھرے گی)۔''

دختر فروش باشد عصمت فروش باشد
مردانِ سفلہ طینت باوضع زاہدانہ

''بدطینت مرد جن کی وضع قطع بالکل شریفانہ اور زاہدانہ ہو گی در پردہ دختر فروشی اور عصمت فروشی کا ارتکاب کریں گے۔''

اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو حکام اور افسران بالا کی خدمت میں پیش کر کے بڑے بڑے عہدے اور ترقیاں حاصل کریں گے۔ دیکھا جائے تو آج پاکستان میں بھی حالات درپیش ہیں۔

در جستجوئے عصیاں بے باک چشم مردم
چوں سگ بچے شکارے در فسق و فاجرانہ

''شرم و حیا سے عاری لوگ گناہوں اور فسق و فجور کی طلب میں کتوں کی مانند لپکیں گے اور ہر بدی اور عصیان میں مبتلا ہوں گے۔''

آں مفتیانِ گمراہ فتویٰ دہند بے جا
در حق میانِ شرع سازند بے بہانہ

''مفتیانِ دین اپنی گمراہی کے سبب غلط فتوے جاری کریں گے، جو حقیقت میں شرع کے خلاف ہوں گے۔''

در شہر کوہ و میداں نوشند خمر بے باک
ہم چرس و بھنگ تریاق نوشند باغیانہ

''اس زمانے کے شہروں اور میدانی و پہاڑی علاقوں کے لوگ شراب نہایت بے باکی سے پئیں گے۔ اس کے علاوہ بھنگ اور چرس کو تریاق سمجھ کر استعمال کریں گے۔''

یاد رہے کہ جس دور میں نعمت اللہ شاہ ولی نے یہ پیشنگوئی کی تھی، ابھی ہیروئن ایجاد بھی نہیں ہوئی تھی۔

فاسق کنند بزرگی برقوم از سترگی
پس خانۂ اش بزرگی خواہد شود ویرانہ

''کمینے اور بدکردار اپنی بدخوئی کو چھپا کر بزرگی کا لبادہ اوڑھ کر قوم کی قیادت کریں گے، اس طرح نیک اور باکردار لوگوں کو پیچھے ہٹا کر ذمے دار عہدوں پر فائز ہوں گے۔''

شوقِ نماز و روزہ حج و زکوٰۃ و فطرہ
کم گردد و بر آید یک بار خاطرانہ

''نماز روزہ، زکوٰۃ، حج، فطرہ کا ذوق و شوق مسلمانوں میں بالکل کم ہو جائے گا بلکہ الٹا ناگوار اور بار خاطر ہو گا۔''

(باقی صفحہ 18 پر)

ریاست کے مقاصد اور مملکت خداداد

محمد احمد بلال

دنیا میں بہت سے ممالک ایسے ہیں جو معلوم تاریخ کے اوائل دور سے ہی قائم ہیں۔ ان میں یونان، مصر، ایران اور ہندوستان شامل ہیں۔ وقت کے ساتھ اگرچہ ان میں کچھ سیاسی و معاشرتی تبدیلیاں بھی آئیں مگر یہاں بسنے والی قوموں نے اپنے آپ کو کبھی بھی اپنے ماضی سے علیحدہ کرنا گوارا نہیں کیا۔

قدیم دور کا انسان غاروں میں رہتا تھا۔ اُس کو تہذیب اور ثقافت سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ہر طرف جنگل کا قانون اور ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کا دور دورہ تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ انسان نے اپنی ایک اجتماعیت کی تشکیل کو ناگزیر سمجھا۔ چنانچہ شہری ریاستیں وجود میں آئیں۔ ان ریاستوں کا بنیادی مقصد فرد اور خاندان کی جملہ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ماحول مہیا کرنا اور اس کی آزادی کا تحفظ تھا۔ کلوبر (Klubber) کہتا ہے۔ ''ریاست متحدہ افراد کی ایک ایسی جماعت کا نام ہے جس میں مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی مادی اور روحانی ضروریات کی تکمیل کے لیے ایک ''مشترکہ منشا'' یا ''مشترکہ ماضی'' کے تحت منظم ہوئے ہوں۔''

ریاست کا یہ ادارہ جس کو ایک معین مقصد کے تحت وجود میں لایا گیا تھا، آج خود ایک مقصد بن گیا ہے۔ یہ غلط سوچ غالباً ہمیں اشتراکی نظام سے ملی ہے، جہاں افراد کی ذاتی زندگی پر نہ تو کوئی Emphesis تھا اور نہ ہی ان کی فلاح پہ کوئی توجہ۔ بلکہ افراد کا ایک ہجوم مل جل کر ریاستی اداروں کی غلامی کرتا اور اسی کو اپنی زندگی کا مقصد جانتا تھا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کے 62 سال کے بعد آج میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ہم کہاں سے چلے، کہاں جانا تھا اور آ گئے کہاں! تحریکِ پاکستان کا جذبہ محرکہ کیا تھا؟ ہم نے پاکستان کو کسی مقصد کے لیے حاصل کیا تھا یا پاکستان خود ایک مقصد تھا؟ پاکستان ایک ریاست ہے یا نہیں ہے؟ اگر ہے تو کیا یہ اپنے اندر بسنے والے افراد کے جان و مال کا تحفظ اور ان کے مفادات کو اولین ترجیح دیتی ہیں؟

عقل مدت سے ہے اس پیچاک میں اُلجھی ہوئی
روح کس جوہر سے؟ خاکِ تیرہ کس جوہر سے ہے؟

فلی مور (Phillimore) کے مطابق،

''ایک علاقہ میں مستقل آبادی جس کے رسم و رواج اور قانون مشترک ہوں اور ایک مضبوط حکومت ہو جو قانون نافذ کرنے اور اندرونی و بیرونی معاملات کا اختیار رکھتی ہو۔'' اس آئینے میں جب ملکِ خداداد پاکستان کو دیکھتا ہوں تو آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔ نہ اس ملک کا موجودہ قانون ایک ہے اور نہ ہی یہاں پہ کوئی ایک رواج ہے۔ نہ یہاں کوئی مضبوط حکومت ہے اور نہ وہ اندرونی و بیرونی معاملات کا اختیار رکھتی ہے (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔ اب تو یہاں اونچ نیچ ہے اور مختلف قومیتیں ہیں۔ اب یہاں کے اندرونی معاملات ہم طے نہیں کرتے بلکہ ہمیں لکھ کر تھما دیے جاتے ہیں۔ اور بیرونی پالیسی کا تو نام مت لیجیے، ورنہ آپ کا تورا بورا بنا دیا جائے گا۔

> ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان قیام پاکستان کے وقت آخر کسی نظریہ کے تحت ہی اکھٹے ہوئے تھے۔ مگر وہ نظریہ کیا تھا؟ افسوس کہ آج عملی زندگی میں وہ کہیں نظر نہیں آتا

ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان قیام پاکستان کے وقت آخر کسی نظریہ کے تحت ہی اکھٹے ہوئے تھے۔ مگر وہ نظریہ کیا تھا؟ عملی زندگی میں یہ آج کہیں نظر نہیں آتا۔ لہٰذا تقسیم در تقسیم ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ آخر ہمارے درمیان مشترک بات ہے کیا؟ کس بنیاد پہ یہ قوم دوبارہ اُسی طرح اکٹھی ہو جائے جیسے قیام پاکستان کے وقت ہم ایک جان تھے؟

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: ''ریاست سے مراد محض دیہات، شہر اور قلعے نہیں، بلکہ انسانوں کا منظم گروہ ہے جو ضروریات زندگی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے تعاون کرتا ہے۔'' آج ہم نے یہ دن بھی دیکھ لیا، جب پاکستان ٹوٹنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اس پر ہمارے ملک سے جذباتی ردعمل تو بہت سے آئے، مگر کیا کسی نے اس بات پر غور کیا کہ جو قوم اکٹھی نہ رہنا چاہتی ہو اور عصبیتوں کا شکار ہو، اُس کو کیونکر یکجا رکھا جا سکتا ہے۔ جس قوم میں کالا باغ ڈیم جیسا ایشو اس وجہ سے سرد خانے میں پڑا ہو کہ ایک صوبہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کو فائدہ پہنچے بغیر کسی دوسرے صوبے کو فائدہ ہو جائے۔ ع ''ڈھونڈ اب اُن کو چراغِ رُخِ زیبا لے کر''

تو اپنی خودی کو کھو چکا ہے
کھوئی ہوئی شے کی جستجو کر

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلامی نظریۂ کو زندہ کریں۔ اسلام ہی قوم کو متحد رکھ سکتا ہے۔ یہ ملک اللہ کے فضل سے قائم رہے گا مگر اس کے لیے ہمیں اپنے درمیان پائی جانے والی مشترک باتوں کی جانب توجہ کرنا ہوگی۔ یہ سندھی، پنجابی، سرائیکی، بلوچی، پٹھان اور کشمیری صرف اور صرف نظریۂ پاکستان پر ہی اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ وگرنہ آپ ڈھول پیٹتے رہیں قومی یکجہتی، قومی حکمتِ عملی اور قومی پالیسی کا، نتیجہ ہمیشہ کی طرح زیرو ہی رہے گا۔

ڈھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ
اُس بندے کی دہقانی پر سلطانی قربان!
اپنی خودی پہچان او غافل افغان!

ضرورت رشتہ

مجھے اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم ایس (فنانس)، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رجوع کریں۔

برائے رابطہ: 0321-4604615

خدا خیر کرے...

ایک سیاسی میچ کا احوال

مرزا ایوب بیگ

زیر نظر تحریر اس سے پہلے بھی ندائے خلافت میں شائع ہو چکی ہے۔ مضمون نگار نے تاریخ پاکستان کے سفر کو منفرد انداز میں قلم بند کیا ہے۔ یوم آزادی کے خصوصی حوالے سے اب اسے ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھ دوبارہ اس لیے پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ قارئین کو وطن عزیز کی باسٹھ سالہ تاریخ کے اتار چڑھاؤ، سیاستدانوں کے مفاد پرستانہ رویوں، حکومتوں کے بننے اور ٹوٹنے اور ملک میں خارجی مداخلت اور سازشوں کی طرف متوجہ کیا جا سکے۔ یہ تحریر بظاہر تو ایک سیاسی میچ ہے، لیکن درحقیقت ہماری تاریخ کا نوحہ ہے، ایک مرثیہ ہے۔ ہے کوئی جو اس پر غور کرے؟ (ادارہ)

سرسبز و شاداب سٹیڈیم بیضوی نہ ہونے کے باوجود بہت خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔ اس میں موجود لوگ بڑے پر اعتماد نظر آ رہے تھے۔ ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے اور بڑے پرجوش دکھائی دے رہے تھے۔ سٹیڈیم کے مختلف دروازوں سے لوگ جوق در جوق اندر داخل ہو رہے تھے۔ یہ نئے آنے والے لوگ، محسوس ہوتا تھا بڑا دور دراز کا سفر طے کر کے آ رہے ہیں۔ ان کے سر گرد سے اٹے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر دکھ اور غم کے آثار نمایاں تھے۔ ان میں اکثر کے جسم زخموں سے چور تھے، جن سے رسنے والا خون سٹیڈیم کی ہریالی کو سرخی مائل کر رہا تھا لیکن پھر بھی ان کی آنکھوں میں چمک تھی اور یہ بڑے پُرعزم دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سٹیڈیم میں داخل ہوتے ہی انتہائی خوشی کا اظہار کرتے۔ ایسا محسوس ہوتا جیسے راہی کو منزل مل گئی ہو۔ سٹیڈیم میں پہلے سے موجود لوگ نوواردوں کا والہانہ استقبال کر رہے تھے۔ انہیں خالی جگہوں پر بٹھا رہے تھے، جگہ کی کمی محسوس ہوتی تو وہ خود سکڑ جاتے۔ کھانے پینے کی چیزیں خود ان کے اپنے پاس بھی زیادہ نہیں تھیں، لیکن جو کچھ بھی تھا وہ اس سے نئے آنے والوں کی تواضع کر رہے تھے۔

اچانک سٹیڈیم میں شور اٹھا اور تالیوں کی گونج میں اعلان ہوا کہ محمد علی نے ٹاس جیت کر خود بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیاقت کو اوپننگ بیٹسمین کے طور پر بھیجا گیا۔ لیاقت جو ایک سینئر اور تجربہ کار کھلاڑی تھے، انگریزی کٹ پہنے عینک لگائے خراماں خراماں وکٹ پر پہنچے اور بڑی آہستگی سے کھیل کا آغاز کیا۔ وہ مغرب کی طرف کھیلنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے جس سے مشرق کی طرف رنز بنانے کے انہوں نے کئی قیمتی مواقع گنوا دیے۔ پھر انہوں نے ایک شاندار چھکا لگانے کی کوشش میں اپنا دایاں بازو ہوا میں بلند کیا اور اپنی مٹھی کو مضبوطی سے بند کر لیا۔ وہ گیند کو تو زیادہ دور نہ پھینک سکے، البتہ سٹیڈیم میں موجود لوگوں نے ان کی اس کوشش پر انہیں زبردست داد دی۔ اللہ اکبر اور ہم جیتیں گے کے زبردست نعرے لگے۔ ابھی داد و تحسین کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک تیز نو بال لیاقت کے سینے پر لگا۔ وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑے۔ ٹیم کا ڈاکٹر سٹریچر لے کر بھاگم بھاگ آیا، لیکن ایمپائر شہادت کی انگلی آسمان کی طرف بلند کر چکا تھا اور لیاقت ہمیشہ کے لیے آؤٹ ہو گئے۔ سٹیڈیم میں کھلبلی مچ گئی۔ بہت سے لوگ گراؤنڈ میں داخل ہو گئے اور سٹیڈیم میں سرخ دھبے مزید بڑھ گئے۔

ٹیم کے کھلاڑی غیر ذمہ دارانہ کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے پے در پے آؤٹ ہونے لگے۔ کوئی جم کر کھیل نہ پا رہا تھا۔ لوگوں میں مایوسی بڑھنے لگی۔ وہ اپنے کھلاڑیوں پر تنقید کرنے لگے۔ اس پر بیٹنگ آرڈر تبدیل کر کے چودھری محمد علی جو بنیادی طور پر ایک سکورر تھے، انہیں سفید کٹ پہنا کر میدان میں اتار دیا گیا۔ چودھری صاحب نے وکٹ کے چاروں طرف دیکھتے ہوئے ایک شاندار چوکا لگایا۔ یوں تو سٹیڈیم میں موجود سب لوگوں نے اس چوکے کو سراہا لیکن جس مہارت اور خوبصورتی کے ساتھ یہ چوکا لگایا گیا تھا، اسے بھرپور طور پر سراہنے اور اس کی داد دینے کا حق بہت کم لوگوں نے ادا کیا۔ اس چوکے نے اچھے سکور کی بنیاد رکھ دی اور آنے والے کھلاڑیوں کی ایک ضابطہ کی طرف رہنمائی کر دی کہ اگر وہ کراس بیٹ کی بجائے سیدھے بیٹ کے ساتھ کھیلیں گے تو لمبی اور محفوظ اننگز کھیل سکتے ہیں۔ لیکن ٹیم میں چونکہ یقین، اتحاد اور تنظیم کا فقدان تھا، لہٰذا کھلاڑی پھر یکے بعد دیگرے آؤٹ ہونے شروع ہو گئے۔

ٹیم کی اس ناقص کارکردگی پر لوگ مسلسل ناراضی اور بیزاری کا اظہار کر رہے تھے کہ اچانک سٹیڈیم میں سناٹا چھا گیا۔ ایک لمبا تڑنگا سرخ و سفید چہرے والا بارعب کھلاڑی خاکی کٹ اور بھاری فلیٹ پہنے لانگ ہینڈل بیٹ گھماتے ہوئے گراؤنڈ میں داخل ہوا۔ یہ ایوب خان ہے، سٹیڈیم میں موجود بعض لوگوں نے سرگوشی کے انداز میں دوسروں کو بتایا۔ لیکن اس کا نام تو کھلاڑیوں کی فہرست میں نہیں تھا۔ بعض لوگ شش و پنج میں پڑ گئے مگر اس کی غضبناک آنکھوں اور خاکی کٹ کی دہشت سے سب خاموش رہے۔ اس نے وکٹ پر آتے ہی چند ایک اچھے شارٹ کھیلے جس پر لوگ خوش ہو گئے۔ لنچ کے وقفہ کے بعد جب کھیل دوبارہ شروع ہوا تو ایوب خان کٹ تبدیل کر چکا تھا۔ تھکاوٹ اس کے چہرے پر نمایاں تھی۔ اب وہ اپنے ساتھ ایک نوجوان کو جو ہو بہو اس کا ہم شکل تھا بحیثیت رنر کے ساتھ لایا۔ رنر جس کا واحد کام زخمی کھلاڑی کی جگہ دوڑنا ہوتا ہے کھیل میں مداخلت کرنے لگا اور پچ کو خراب کرنا شروع کر دیا، جس پر لوگ شدید احتجاج کرنے لگے۔ پتھر، خالی بوتلیں، چھلکے اور جوتے گراؤنڈ میں آنا شروع ہو گئے۔ سٹیڈیم میں موجود سب لوگ کھلاڑی کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ البتہ اب قیادت کے لحاظ سے لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ مغربی حصے میں احتجاجی ہنگاموں کی قیادت ذوالفقار علی نامی ایک نوجوان کر رہا تھا اور مشرقی حصے کی قیادت ادھیڑ عمر مجیب کر رہا تھا۔ آخرکار کھلاڑی میدان چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔

نیا کھلاڑی بھی خاکی کٹ پہنے ہوئے تھا۔ وہ بھاری ڈیل ڈول رکھتا تھا، لیکن وکٹ کی طرف چلتے ہوئے اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ وہ ذوالفقار اور مجیب کا سہارا لئے ہوئے تھا۔ اس نے سٹیڈیم میں موجود لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کیا کہ کپتان تمہاری مرضی کا بنایا جائے گا۔ بتاؤ کس کو کپتان بنانا چاہتے ہو۔ سٹیڈیم کے مشرقی حصے سے زوردار آواز آئی مجیب اور مغربی حصے سے آواز آئی ذوالفقار۔ اس کی نیت میں فتور آ گیا۔ کیوں نہ ان دونوں کو باری باری ٹھکانے لگا کر خود بیٹنگ کی جائے۔ لہٰذا پہلے ذوالفقار کی مدد سے مجیب کو پویلین میں بند کر دیا، لیکن اس پر سٹیڈیم کے مشرقی حصے سے زبردست طوفان اٹھا اور انہوں نے سٹیڈیم کے باہر سے بھی لوگوں کو اپنی مدد کے لیے پکارنا شروع کر دیا۔ کھلاڑی نے آنکھیں بند کر کے بیٹ گھمانا

شروع کردیا لیکن وہ کوئی شارٹ لگانے میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ سٹیڈیم کے باہر سے کچھ لوگ اس کے مشرقی حصے میں چھپ چھپ کر داخل ہونا شروع ہو گئے۔ ان میں سے اکثر سروں سے گنجے تھے۔ البتہ بالوں کی ایک لٹ سر کے پچھلے حصے پر لٹک رہی تھی اور کچھ لمبی داڑھی والے سر پر پگڑی باندھے ہوئے تھے۔ انہوں نے گراؤنڈ میں پٹاخے پھینکنے شروع کر دیئے۔ کھلاڑی اوندھے منہ گر گیا اور مشرقی حصے کے لوگوں نے الگ پویلین بنا کر اس پر نیا جھنڈا لگا دیا۔ اس جدائی پر مغربی حصے سے کچھ دیر رونے اور سسکنے کی آوازیں آتی رہیں، لیکن جلد مغربی حصے والوں نے بھی سٹیڈیم کی تقسیم کو قبول کر لیا اور اسی ٹیم کے ساتھ جو اب نصف رہ گئی تھی اپنے حصے کی گراؤنڈ میں کھیل کا آغاز کر دیا۔

ذوالفقار علی پہلے کھیلنے آئے۔ انہوں نے آتے ہی ایک شاندار سٹروک کھیلا جس پر انہیں زبردست داد ملی۔ اس کا یہ سٹروک چودھری محمد علی کے چوکے سے بہت مماثلت رکھتا تھا بلکہ ذوالفقار علی نے اسے چودھری محمد علی سے بھی بہتر انداز میں Shape کیا تھا۔ اس نے یہ شارٹ کھیلنے سے پہلے ہر ہر فیلڈر کا بغور جائزہ لیا اور وہ فری سٹائل کرکٹ کھیلتے رہے اور سٹیڈیم سے باہر کے لوگوں کو بھی للکارے مارتے رہے۔ اچانک مشرق کی طرف سے سٹیڈیم کی بیرونی دیوار سے متصل جگہ پر ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ دھماکا اتنا زوردار تھا کہ سٹیڈیم کے در و دیوار لرز اٹھے اور اندر کی فضا گرد آلود ہو گئی اور تھوڑی دیر کے لیے کھیل روک دینا پڑا۔ اس دوران ذوالفقار علی ٹیم کے دوسرے ارکان سے مشورہ کرتے رہے۔ چائے کے وقفے کے دوران جب اخباری نمائندوں نے ذوالفقار علی سے دھماکے کے بارے میں سوالات کیے تو انہوں نے بڑی گرج دار آواز میں کہا کہ ہم گھبرانے والے نہیں ہیں، ہم گھاس کا ذکر کریں گے لیکن لیڈ لے کر دکھائیں گے۔ اس پر سٹیڈیم میں موجود لوگ "جیوے جیوے" اور ہزار سالہ میچ کھیلیں گے کے فلک شگاف نعرے لگاتے رہے۔ لیکن فری سٹائل کھیل اور قواعد و ضوابط کو مسلسل نظر انداز کرنے سے صوفوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگ تو پہلے ہی مخالفت اور ہوٹنگ کر رہے تھے، سیڑھیوں اور زمین پر بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے بھی کچھ لوگ جو شروع شروع میں اچھل اچھل کر داد دے رہے تھے اور گلے پھاڑ کر نعرے لگا رہے تھے، آوازے کسنے لگے۔ آہستہ آہستہ مخالفت بڑی شدت اختیار کر گئی۔ ذوالفقار علی جوں جوں بیٹ زور سے گھماتا توں توں جوتے پتھر وغیرہ تیزی سے گراؤنڈ میں پھینکے جاتے۔ بعض باریش حضرات بڑے غضبناک ہو رہے تھے اور یہ کہہ کر لوگوں کو اشتعال دلا رہے تھے کہ یہ تو ہمارا کھلاڑی ہی نہیں ہے۔ ایک بزرگ سرخ ٹوپی پہنے ہاتھ میں حقہ تھامے زوردار طریقے سے اعلان کر رہے تھے، اس کو ٹیم سے نکالو، میچ ہمارا ہے۔ ذوالفقار علی مطمئن تھا کہ ایمپائر اس کا اپنا ہے لیکن وہ اس وقت حیران رہ گیا جب اسے ایک وائیڈ بال پر LBW قرار دے دیا گیا۔ اس فیصلے پر سٹیڈیم کے بالانشین لوگوں نے اپنی جگہ سے اچھل اچھل کر خوشی کا اظہار کیا۔

نیا کھلاڑی گو خاکی کٹ اور بھاری فلیٹ پہنے ہوئے تھا لیکن کوتاہ قد، سپاٹ سا چہرہ، بڑی بے ضرر سی شخصیت کا مالک دکھائی دیتا تھا۔ وہ سر جھکائے آہستگی سے چلتا ہوا گراؤنڈ میں پہنچا۔ وہ قسم کھا کر پویلین سے نکلا تھا کہ وہ کھلاڑی نہیں ہے نہ کھیلنے میں دلچسپی رکھتا ہے، وہ صرف گراؤنڈ کی صفائی اور پچ کو ہموار کرنے جا رہا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ بہت زیادہ فاؤل کھیلنے سے پچ بہت خراب ہو چکی ہے۔ اس نے اپنے مشن کو "آپریشن فیر پلے" قرار دیا۔ پچ پر پہنچ کر وہ بڑا مسرور دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں کی فضا اس کو راس آ گئی تھی۔ اس نے تمام وعدے پس پشت ڈال کر خود کھیلنا شروع کر دیا۔ شمال مغرب کی طرف اس نے چند ایک اچھے شارٹ کھیلے جس پر اسے داد بھی ملی۔ وہ دھیمے پن سے لیکن بیٹ کو مضبوطی سے پکڑ کر کھیلتا رہا۔ سٹیڈیم میں جگہ جگہ ترنگے جھنڈے کے سائے میں بیٹھے لوگوں کی ٹولیاں کبھی کبھار اس پر پتھراؤ کرتیں تو وہ بڑے سلیقے سے گیند کے ساتھ انہیں بھی فلک (Flick) کر دیتا۔ وہ اپنی دفاعی بیٹنگ کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ وہ چوکا مارنے کے لیے بھی بیٹ اٹھانے کی بجائے پلیسنگ (placing) پر انحصار کرتا تھا۔ جس سے وہ باریش لوگوں سے بڑی داد وصول کرتا تھا لیکن ایک تیز رنز بنانے کی کوشش میں جب وہ کریز پر پہنچنے کی کوشش میں تھا، بیٹ اور پاؤں ابھی ہوا ہی میں تھے کہ اس کی وکٹیں اتنے زوردار طریقے سے اڑا دی گئیں کہ بیلز بھی ٹوٹ پھوٹ گئیں۔

سٹیڈیم میں سناٹا چھایا ہوا تھا کہ ایک خاتون پیڈ باندھے دستانے پہنے بڑے سٹائلش انداز میں بیٹ گھماتے گراؤنڈ میں داخل ہوئیں۔ ترنگے جھنڈے کے سائے میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس کا تالیوں سے زبردست استقبال کیا۔ البتہ باریش لوگ بڑے سیخ پا ہو رہے تھے۔ مردوں کے کھیل میں عورت کیسے شریک ہو سکتی ہے۔ خاتون کھلاڑی بڑے اعتماد سے میدان میں داخل ہوئی تھی لیکن وہ کوئی اچھا شارٹ نہ کھیل سکی۔ اس کا ایک آسان کیچ چھوٹ گیا اور اسے ایک اور موقع دستیاب ہو گیا۔ اب کی بار اس نے بڑی مونچھوں والے ایک شخص کو جو حلیے سے کسی گروہ کا سرغنہ معلوم ہوتا تھا پارٹنر کی حیثیت سے اپنے ساتھ کھلانا شروع کیا۔ لوگ حیران تھے کہ کرکٹ کھیلتے ہوئے اس شخص نے بیٹ کی بجائے کدال پکڑا ہوا تھا اور اس کی کٹ کو بڑی بڑی جیبیں لگی ہوئی تھیں۔ وہ خاتون تو جلد ہی کلین بولڈ ہو کر باہر چلی گئیں، لیکن جو صاحب ان کے ساتھ تھے ان کے گلوز (Gloves) اتار کر ان کی کلائیوں سے لپیٹ دیئے گئے۔ خاتون کے آؤٹ ہو جانے پر سٹیڈیم میں موجود اکثریت نے خوشی کا اظہار کیا۔

نئے کھلاڑی کا عوام نے والہانہ استقبال کیا گیا۔ وہ لوگ بڑی دیر تک بنچوں پر کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے اور استقبالیہ نعرے لگاتے رہے۔ ایسا استقبال پہلے کسی کھلاڑی کا نہیں ہوا تھا۔ یہ کھلاڑی جس کا نام نواز ہے خوش شکل و خوش ذوق اور سلیقہ مند دکھائی دیتا ہے۔ عوام کی متفقہ رائے ہے کہ یہ آخری اچھا کھلاڑی ہے۔ یہ کھلاڑی اگر ناکام رہا تو میچ میں ہار ہمارا مقدر ہو گا۔ نواز صاحب بڑے اعتماد سے پچ پر پہنچے۔ ایمپائر سے گارڈ لے کر پر اعتماد انداز سے گراؤنڈ کے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ دوسری طرف بالروں نے بھی فیلڈ بڑی جارحانہ کھڑی کر دی اور انہوں نے نواز کو پے در پے کئی باؤنسر مارے جنہیں وہ صحیح طور پر ہک نہیں کر پا رہے تھے۔ ان سے کوئی خاص اچھا شارٹ نہیں کھیلا جا رہا تھا۔ بال بار بار انہیں (Beat) کر رہا تھا لیکن ان کے اعتماد میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ سٹیڈیم میں موجود لوگ سرگوشیاں کر رہے تھے کہ ہمیں تو بہت بہتر کارکردگی کی توقع تھی۔ انہوں نے پویلین سے نکلتے وقت اخباری نمائندوں کو بتایا تھا کہ ٹیم کو اس خوفناک بحران سے نکالنے کے لیے میں کشتیاں جلا کر میدان میں کود رہا ہوں۔ آپ دیکھئے، میری کٹ کو جیب نہیں لگی ہوئی اور یہی حکم میں نے ٹیم کے دوسرے ممبروں کو دیا ہے کہ بغیر جیب کے کٹ (Pocket less Kit) پہنیں۔ لیکن سراغرسانوں نے نشاندہی کی کہ کٹ میں کچھ خفیہ خانے لگے ہوئے تھے جو کمال مہارت سے لگائے گئے اور سرسری نگاہ ڈالنے سے نظر نہیں آتے تھے۔ یہ نئے کھلاڑی اپنی بیٹنگ بہتر بنانے کی بجائے بالروں سے بار بار بال آہستہ کرنے کی درخواست کر رہے تھے اور باؤنسر نہ کرانے کے لیے ان کی منت سماجت کر رہے تھے جن پر سٹیڈیم میں موجود ان کے اپنے حمایتی سخت پریشان تھے۔ اس کے بعد تو ہماری ٹیم میں اور کوئی اچھا کھلاڑی نہیں ہے۔ محدود اوورز کا میچ ہے۔ دن ڈھلنے لگا، درختوں کے سائے لمبے ہونے لگے۔ مشرق تو پہلی ہی ابر آلود تھا، مغرب کی طرف سے بھی کالی گھٹائیں اٹھنے لگیں۔ ٹارگٹ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ کچھ لوگ کہنے لگے کہ اگر کوئی فری ہٹر (Free Hitter) آ جائے تو اب بھی وقت ہے۔ ایسے سادہ لوح لوگ بار بار آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے۔

اسی اثناء میں فضا میں ایک طیارہ نمودار ہوا۔ کچھ پولیس والوں نے ہاتھوں میں سرخ جھنڈیاں لئے جہاز کو لینڈ کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن جلد ہی خاکی یونیفارم میں بھاری بوٹ پہنے ہوئے کچھ لوگ پولیس کی طرف بڑھے۔ پولیس انہیں دیکھ کر ایک طرف دبک گئی۔ یونیفارم والوں نے جہاز کو سبز جھنڈی لہرا کر لینڈ کرنے کے لیے کہا۔ جہاز سے درمیانے قد، سانولے رنگ کا آدمی اترا۔ مضبوطی سے ہاتھ میں بیٹ پکڑے بغیر پیڈ کے پچ کی طرف چلنے لگا۔ پہلے بیٹسمین کے سینے پر بیٹ کا ہینڈل رکھ کر اسے سٹیڈیم سے ہی باہر نکال دیا۔ وہ روتا ہوا سٹیڈیم سے باہر نکلا اور کھجور کے درختوں والی سرزمین میں جا چھپا۔ کھلاڑی کا نام پرویز تھا۔ عوام نے اس کا والہانہ استقبال کیا۔ ہر طرف سے آواز آنے لگی، اب سب اچھا ہو جائے گا، یہ کھلاڑی خوبصورت شارٹ کھیلے گا، اس کے بیٹ پر بڑے خوبصورت حروف میں "کمانڈو" لکھا ہے۔ پرویز نے اننگز کا آغاز بڑے اچھے انداز میں کیا۔ موٹے فربہ جسم کے فیلڈروں کی طرف تاک تاک کر ہٹیں لگائیں۔

ان فیلڈروں کی کٹ کچھ اس طرح کی سلی ہوئی تھی کہ جیبیں بہت زیادہ اور وزنی ہونے کی وجہ سے ان سے بھاگا نہیں جاتا تھا۔ یہ نیا کھلاڑی مشرق کی جانب سٹیڈیم سے باہر بھی وقتاً فوقتاً دھمکی کے انداز میں اونچی دیکھتا لیکن اچانک سٹیڈیم سے باہر بہت دور بہت دور سات سمندر پار زوردار دھماکہ ہوا۔ ہر طرف طوفان برپا ہو گیا۔ دنیا کے کونے کونے سے یہ آوازیں آنے لگیں کہ جس سٹیڈیم میں پرویز کھیل رہا ہے، اس کے شمال مغرب میں رہنے والوں نے دھماکہ کیا ہے۔ او ہو یہ لیون پر نائن آؤٹ ہو گئے۔ اس دھماکہ کے بعد پرویز کے کھیل میں بہت بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ ٹانگیں کانپنے لگیں۔ اب اُس نے اپنی جارحانہ بیٹنگ کا رخ ان فیلڈروں کی طرف کر لیا، جن کی کٹ ٹخنوں سے اوپر تھی اور انہوں نے لمبی داڑھیاں رکھی ہوئی تھیں اور وہ بڑے پھرتیلے تھے۔ ان لوگوں نے پرویز کو رن آؤٹ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ یہاں تک کہ ایک آدھ مرتبہ انہوں نے خود پرویز سے ٹکرانے کی کوشش کی۔ پرویز کی زوردار ہٹیں اب صرف ان لوگوں کو لگ رہی تھیں۔ سٹیڈیم کے باہر خصوصاً مشرق کی طرف اب وہ مسکرا مسکرا کر دیکھتا اور سات سمندر پار والوں کے ہر باؤنسر پہ اپنا سر جھکا لیتا، لیکن داڑھی والے فیلڈروں کو گھور کر دیکھتا۔ سٹیڈیم کے لوگ اُس سے بہت مایوس ہو کر کہنے لگے کہ اس سے بہتر تو پہلے کھلاڑی تھے۔ وہ باؤنسر پہ اتنا جھکتے نہیں تھے، یہ تو سر ہی نہیں اٹھاتا۔ تماشائیوں کے ہنگاموں اور شور شرابے کے باوجود پرویز کھیلتا گیا۔ بُرے کھیل کے باوجود پرویز کا انداز فاتحانہ تھا۔ ایمپائر نے اُسے ایک دو بار ٹوکا جس پر وہ ایمپائر پر برہم ہو گیا اور اُسے باہر دھکیل دیا۔ سٹیڈیم کے وسط میں ایک عمارت جس پر انصاف منزل لکھا تھا اور جس کی پیشانی پر ترازو کا نشان بنا تھا اور وہاں بیٹھے سب لوگوں نے کالے کوٹ اور کالی ٹائیاں پہنی ہوئی تھیں، ایمپائر سے بدسلوکی پر انتہائی مشتعل ہوئے اور میدان میں کود پڑے۔ وہ بڑے غصے میں تھے اور پرویز کے خلاف کھڑے تھے۔ گارڈ انہیں باہر دھکیلتے، وہ دوبارہ اندر آجاتے، خاتون کھلاڑی جو آؤٹ ہونے کے بعد سٹیڈیم سے باہر جا چکی تھی، پھر سٹیڈیم میں آ گئی۔ لیکن یہ کیا ہوا، ایک اور دھماکہ۔ اسی باغ کے باہر جہاں لیاقت ہمیشہ کے لیے آؤٹ تھا، وہاں انجانی سمت سے ایک بال خاتون کے سر پر لگا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گئیں۔ سٹیڈیم میں طوفان کھڑا ہو گیا اور ہر طرف ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی۔ کسی کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔

آخر وہی مونچھوں والا خاتون کا ساتھی گیٹ پر اچک پہنچے گراؤنڈ میں داخل ہوا۔ وہ بار بار کہہ رہا تھا کہ مجھے خاتون نے اپنے بعد ٹیم کا کپتان نامزد کیا تھا، اور پچ کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ پرویز اُسے منانے کی کوشش کر رہا تھا، آؤ دونوں مل کر کھیلیں، لیکن نیا کھلاڑی آصف کرکٹ ہاکی کے انداز میں کھیل رہا تھا۔ وہ فیلڈروں کو ہی نہیں ٹیم کے کھلاڑیوں کو بھی ڈاج پر ڈاج دے رہا تھا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ سٹیڈیم میں بیٹھے لوگ سر پیٹ رہے ہیں۔ وہ گرمی سے بے حال ہو رہے ہیں، بار بار اندھیرا چھا جاتا ہے۔ آصف بار بار کہہ رہا ہے کہ اس اوور کے ختم ہونے پر اندھیرا ختم ہو جائے گا، لیکن کوئی یقین نہیں کر رہا، کیونکہ آصف سٹیڈیم کا تمام ساز و سامان زرداری انکلوژر میں جمع کرتا جا رہا ہے۔ اوہ یہ فضا میں گدھ کیوں جمع ہوتے جا رہے ہیں، لوگ حیران ہو کر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور یہ آصف ہر بال کھیلنے سے پہلے گدھوں کی طرف کیوں دیکھتا ہے خدا خیر کرے، اللہ سٹیڈیم اور اہل سٹیڈیم کی حفاظت کرے۔

شائقین علوم قرآنی کے لیے خوشخبری

ماہ رمضان کی راتیں قرآن کے ساتھ بسر کرنے کا بہترین موقع!

ان شاء اللہ یکم رمضان المبارک سے

قرآن اکیڈمی

حلیم ٹاور نزد سٹی یونیورسٹی

نشتر آباد جی ٹی روڈ پشاور میں

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے خلف الرشید

امیر تنظیم اسلامی

حافظ عاکف سعید

نماز تراویح کے ہمراہ ترجمہ قرآن

مع مختصر تشریح کروائیں گے

خواتین کے لیے شرکت کا باپردہ اہتمام ہوگا

نوٹ: نماز عشاء (پرانے وقت کے مطابق)

ٹھیک 8:45 پر کھڑی ہوگی

انجمن خدام القرآن، سرحد، پشاور

A-18 ناصر مینشن، ریلوے روڈ نمبر 2، شعبہ بازار پشاور، فون: (091)2584824,2214495

ترجمہ: جنید قیم

اسامہ تو بہانہ تھا،

اصل مقاصد کچھ اور تھے

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب

Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade

کا قسط وار اُردو ترجمہ

بیان کردہ حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ حملہ کا منصوبہ 9/11 سے پہلے تیار ہوا تھا، تاہم اس پر عمل درآمد ممکن نہ تھا۔ سینڈی برگر جو کلنٹن کا نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر رہ چکا تھا، کا کہنا تھا کہ

> ''کوئی مجھے ایک رپورٹر، ایک تبصرہ نگار، ایک کانگرس رکن ایسا بتائے جس کا خیال تھا کہ ہم 9/11 سے پہلے افغانستان پر حملہ آور ہوں، تو میں اُسے نیو یارک کے بہترین ریسٹورنٹ میں ڈنر دوں گا۔''

جولائی 2002ء میں ٹونی بلیئر کا یہ (شرمناک) بیان نوٹ کیجیے: ''سچی بات یہ ہے کہ افغانستان کے خلاف اچانک مہم جوئی شروع کرنے پر ہمارے پاس اپنے عوام کی تائید حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہ صرف 9/11 کے واقعہ سے ممکن ہوا۔'' اس سے یہ امر یقینی ہوجاتا ہے کہ افغانستان پر یلغار کے معاملے میں عوامی تائید حاصل کرنے کے لیے ایک اور ''پرل ہاربر'' دُہرانا ناگزیر ہو چکا تھا۔

2001 کے موسم گرما کے دوران جبکہ عوام الناس کو میڈیا نے حقائق تک پہنچ پانے سے دور رکھا، امریکی حکومت دوسری حکومتوں کو افغانستان کے ساتھ اکتوبر میں ہونے والی جنگ سے آگاہ کرنے میں مصروف تھی۔ امریکی حکومت کی خوش قسمتی کے کیا کہنے! کہ جب وہ ایک دوسرے ملک پر ایک حکومت کو ہٹانے کے لیے حملہ کی منصوبہ بندی کر رہی تھی، ایک آسان ''دہشت گرد'' حملے نے امریکی عوام کو اس حملہ کی تائید میں لا کھڑا کیا۔ صرف مسلمان اس رائے میں اکیلے نہیں کہ امریکی ایجنسیاں اپنے پہلے سے متعین کردہ اہداف کے لیے دہشت گردانہ سرگرمیوں کا ارتکاب کرتی رہی ہیں بلکہ بہت سے مغربی تجزیہ نگار بشمول امریکی یہ مانتے ہیں کہ عالمی دہشت گردی کا پروپیگنڈا بزورِ طاقت اپنے قبضہ میں لائے گئے ممالک میں ''نام نہاد شورشوں'' اور انتھراکس پارسل بھیجنے جیسے واقعات کے پیچھے ہمیشہ سی آئی اے کا ہاتھ ہوتا ہے۔ سابق نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر برزنسکی نے بہت پہلے کہا تھا کہ اپنی عالمی بالادستی کو قائم رکھنے کی خاطر امریکہ کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ کسی بھی حریف قوت کو یوریشیا (یورپ وایشیا) میں پاؤں جمانے کا موقع نہ دے۔ اس کا قول ہے کہ مختلف الرائے ہونے کے باوجود امریکی قوم بحیثیت مجموعی امریکی قوت کو بیرونی دُنیا پر بالادست دیکھنے میں یکسر متفق دکھائی دیتی ہے۔ عوام الناس نے جنگ عظیم دوم میں امریکی مداخلت کی حمایت زیادہ تر جاپان کے ''پرل ہاربر'' پر حملہ کی وجہ سے کی تھی۔ مزید برآں امریکی توسیع پسندی کی عمومی مخالفت کی موجودگی میں بُش کے لیے اپنی وسطی ایشیائی حکمت عملی پر عمل درآمد مشکل ہوجاتا جب تک کہ ایک حقیقی گھمبیر بیرونی خطرہ کا ہَوّا نہ کھڑا کیا جاتا۔

9/11 کی مصیبت کے بعد ڈیفنس سیکرٹری رمزفیلڈ نے امریکی قوم اور تہذیب پر بڑے پیمانے پر دہشت گرد حملوں کی پیشن گوئی کی۔ رمزفیلڈ ایسی یقینی پیشن گوئی تب کرسکتا تھا کہ یا تو 9/11 کے حملوں کے پیچھے اس کے احکام کارفرما ہوں اور یا دہشت گردوں کے مستقبل کے منصوبے پوری طرح اس کے علم میں ہوں۔ لاس اینجلس ٹائم کے دفاعی تجزیہ کار ولیم ارکن کے مطابق 27 اکتوبر 2002ء کو رمزفیلڈ نے ایک ایسی سپر ایجنسی سپورٹ ایکشن ٹیم ورک کی بنیاد رکھی جو سی آئی اے عسکری خفیہ تدابیر، دفاعی اطلاعات اور خبر رسانی اور پُرفریب اقدامات کو مربوط کرکے عالمی سطح پر پھیلتے ہوئے تشدد میں ہیجان انگیزی برپا کرے۔ امریکہ کے افغانستان پر حملہ کی تیاری اور اسی دوران ایک بہت ہی پُرمہارت دہشت گردی کا وقوع محض اتفاقی بات کیسے ہوسکتی ہے؟ بظاہر جنگ کے پیچھے انتقام کا جذبہ تھا اور امریکی قوم اس انتقامی جذبہ کے زیرِ اثر آچکی تھی، تاہم اصل مقاصد کچھ اور تھے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل تین وجوہات قابل غور ہیں۔

پہلی وجہ طالبان کو تباہی سے دوچار کرنا تھا، تاکہ ان کا اسلامی امارت کا خواب چکنا چور ہوجائے۔ (تفصیل کتاب میں آگے آئے گی)۔ دوسری وجہ امریکہ کے سامنے اس کی عالمی استعماری حیثیت کی ساکھ ہے، جسے وہ بہر قیمت برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ توسیع بھی دینا چاہتا ہے، کیونکہ عالمی سطح پر وہ اقتصادی اور فوجی اعتبار سے ایک بالادست قوت ہے۔ کسی بھی استعماریت کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنی راہ میں آنے والے کسی بھی خطرہ کے مقابلے میں نرمی نہ دکھائے اور اس سے آہنی ہاتھوں نمٹے۔ یہاں حقیقی خطرہ اُسامہ ہرگز نہیں تھا، کیونکہ وہ نہ امریکہ پر حملہ کرسکتا تھا اور نہ اسے فتح کرسکتا تھا۔ اصل خطرہ اسلامی نظریہ تھا، جسے طالبان اپنے ہاں تقویت دیتے جارہے تھے۔ اُسامہ تو طالبان کو گرانے والے بہانوں میں سے ایک بہانہ تھا۔ امریکہ نے جب محسوس کیا کہ ویت نام میں وہ سیاسی فتح حاصل کرنے کی پوزیشن میں نہیں، تو اس نے آخری نصف جنگ صرف اپنی کریڈیبلٹی (ساکھ) کو بچانے کی خاطر لڑی، تاکہ دوسرے ممالک یہ سبق حاصل کریں کہ اس کے آگے سرتابی کی قیمت کیا ہے؟ افغانستان میں سوویت یونین کی تحلیل کے بعد صورت حال بالکل مختلف تھی۔ طالبان نے جنگجو سرداروں (War lords) کا خاتمہ کرکے یہاں امن اور استحکام بحال کیا تھا۔ بہت سے مسلمان سمجھتے تھے کہ طالبان نے ایک صحیح اسلامی معاشرہ اور طرزِ حکومت کے نمونہ کی ابتدا کی ہے، گو ابھی یہ چیزیں کسی بھی معیار کے

> حقیقی خطرہ اُسامہ ہرگز نہیں تھا، کیونکہ وہ نہ امریکہ پر حملہ کرسکتا تھا اور نہ اسے فتح کرسکتا تھا۔ اصل خطرہ اسلامی نظریہ تھا، جسے طالبان اپنے ہاں تقویت دیتے جارہے تھے

حوالہ سے مکمل نہ تھیں۔ دوسری طرف ''کارپوریٹ دہشت گردوں'' کے سامنے اپنے مفادات تھے، لہٰذا وہ کچھ

> **سابق نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر برزنسکی نے بہت پہلے کہا تھا کہ اپنی عالمی بالادستی کو قائم رکھنے کی خاطر امریکہ کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ کسی بھی حریف قوت کو یوریشیا (یورپ وایشیا) میں پاؤں جمانے کا موقع نہ دے**

کرنا چاہتے تھے، تاکہ طالبان کا خاتمہ کیا جاسکے، جن کے خلاف امریکی میڈیا نے بڑھا چڑھا کر ایک امپیریل طاقت کے مرکز میں ایک تباہ کن حملہ کے مجرم گرداننے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

تیسری وجہ وہ مفاد تھا جو کروسیڈ کے نتیجہ میں مال غنیمت یا لوٹ کی شکل میں ممکن الحصول تھا، اور یہ وسطی ایشیائی ملکوں کے تیل اور قدرتی گیس پر اختیار کا حصول تھا۔ افغانستان پر امریکہ اس لئے کنٹرول حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ ایشیا کی مارکیٹ کی بڑھتی ہوئی کھپت کے لیے تیل کے ذخائر سے بحرِ ہند تک پائپ لائن بچھائی جاسکے۔ جنگ سے نہ صرف اس کام کے لیے بلکہ خطے کی سابقہ سوویت ریاستوں میں امریکہ کے لیے فوجی اڈوں کی تعمیر کے بھی مواقع مہیا ہونے کی توقع تھی، تاکہ ان کے ذریعے ''سٹیٹس کو'' کے خلاف کسی بھی اسلامی متبادل کے اُبھرنے کا راستہ روکا جاسکے۔

متعدد امریکی رہنما کہتے ہیں کہ 9/11 حملوں کے ساتھ امریکی حکومت کے کسی تعلق کا کیا سوال! اور اس بنا پر وہ خود مخمصے میں ہے۔ بُش کا بیان تھا کہ امریکی قوم اچانک حملوں سے تو آگاہ رہی ہے، تاہم ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ہزاروں شہری ایسے حملوں کے تحت آچکے ہوں۔ یہ سب کچھ ہمارے اوپر روزِ واحد میں نازل کیا گیا۔ اور ہم پر آنے والی رات ایک بالکل بدلی ہوئی رات تھی جس میں آزادی خطرے سے دوچار معلوم ہوتی تھی۔ اس سب کچھ کے باوجود وہ اسے کسی واحد ملزم پر ہاتھ ڈالنے سے زیادہ طالبان سے چھٹکارا پانے کا ایک بہتر موقع سمجھتے تھے۔ جو لوگ ان حملوں میں امریکی حکومت کے ملوث ہونے کے متعلق شک کرتے ہیں، وہ بھی یہ جانتے ہیں کہ حکومت کو ان حملوں کے ہونے کا پہلے سے علم تھا، لیکن اُس نے ان کے تدارک کے لیے قصداً کوئی پیش بندی نہیں کی، تاکہ انھیں اپنے مقصد کے لیے پروپیگنڈا کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔

گہرائی میں اُتر کر تجزیہ کرنے والوں کو یقین ہے کہ بُش انتظامیہ افغانستان میں ہونے والی جنگ کے لیے 9/11 میں پوری طرح ملوث تھی، جو ایک مکمل جامع منصوبہ کا ایک جزء ہے۔ جب یہ واضح ہے کہ افغانستان پر حملہ کی تیاری پہلے ہی سے کی گئی تھی، تو پھر اس کے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ 9/11 کے حادثہ کو بُش انتظامیہ ہی کی کارستانی قرار دیا جائے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے تعلق رکھنے والے نمایاں مصنفین اور محققین جنہوں نے 9/11 کو پہلے ہی سے ایک ''اندرونی کارروائی'' گردانا ہے، آگے بڑھ کر جزئیات کو ملا کر جوڑنا چاہتے، تاکہ جنگ کے اصل معماروں کو بے نقاب کیا جاسکے۔ یہ چیلنج ابھی ان کو درپیش ہے۔ ان حضرات کو اس پر بھی کام کرنا چاہیے کہ افغانستان میں امریکہ کا برپا کردہ ''جہاد'' کس طرح ''آخری کروسیڈ'' میں تبدیل ہوگیا۔ 9/11 سے پہلے افغانستان کے خلاف جنگی منصوبہ بنانے والوں کے پیچھے جو اصل جذبہ محرکہ تھا پہلے باب میں اسی سے ابتدا کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت ہوسکے کہ یہ حادثہ ایک پورے منصوبہ کا حصہ تھا، نہ کہ یہ اکیلے میں وقوع پذیر ہونے والا کوئی معاملہ تھا۔ (جاری ہے)

☆☆☆

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I&II)

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ طلبہ کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے کورسز کو دو' دو سمسٹرز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

۱) عربی صرف ونحو
۲) ترجمہ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
۳) آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
۴) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی (منتخب دروسِ قرآن)
۵) تجوید وحفظ
۶) مطالعہ حدیث
۷) اصطلاحاتِ حدیث
۸) اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

۱) مکمل ترجمۃ القرآن مع تفسیری توضیحات
۲) مجموعہ حدیث
۳) فقہ
۴) اصول تفسیر
۵) اصولِ حدیث
۶) اصول فقہ
۷) عقیدہ
۸) عربی زبان وادب
۹) عالم اسلام اور احیائی تحریکیں: ایک تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ
۱۰) اضافی محاضرات

نوٹ: پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے۔
کورسز کے تفصیلی پراسپکٹس درج ذیل پتہ سے حاصل کریں:

ناظم شعبہ تدریس 'قرآن اکیڈمی' 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور (فون: 586950l-03)
email:irts@tanzeem. org

'دین کو یاں قائم کر کے، پاکستان بچانا ہے'

مادرِ وطن کا پیغام، اپنے باشندوں کے نام

ام عمار

گزشتہ دنوں روزنامہ جنگ میں جیو ٹی وی چینل کا اشتہار شائع ہوا، جس میں کہا گیا کہ 14 اگست کے موقع پر تمام موسیقار اور گلوکار پاکستان کی دھن بنائیں اور پیش کریں۔ سب سے بہترین دھن بنانے والے کو انعام دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک دھن یہ بھی ہے جس کا موسیقی کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک پیغام ہے جو اگرچہ نقار خانے میں طوطی کی آواز کے برابر بھی نہیں کیونکہ اس دھن کا خیال شاید ہی کسی کو آسکے، لیکن یہ پاکستان کی ایک تلخ اور مبنی برحقیقت دھن ہے۔ یہ دھن خود پاک دھرتی کی زبانی سنیے، جو بحیثیت ماں فریاد کر رہی ہے۔(ادارہ)

ماں کا ہے تو، ماں کی سُن
ماں خود گائے اپنے گُن
ماں کی دُھن کو غور سے سُن
سُن اور اپنے سر کو دُھن
بات ہے میری بالکل سچ
کڑوی ہے پر ہے برحق
باسٹھ سال ہے میری عمر
چورا چور ہے میری کمر
ٹھنڈے دل سے حق کو سُن
پاک وطن کی دُھن کو سُن!
ماضی پہ جو ڈالوں نظر
سینے میں اٹھتی ہے اک لہر
حال کی جانب گر دیکھوں
دھرتی میری خونم خوں
مستقبل کا کیا میں کہوں
دل کہتا ہے چپ ہی رہوں
خون کے آنسو روتی ہوں
من میں ڈوبی رہتی ہوں
دیکھوں گر اولاد کو میں
ان کے لچھن صبح وشام
ہو جاتی ہوں بالکل سُن
پاکستان کی دُھن کو سُن!
ہوں گے کسی کے ایسے پوت؟
کالے ہوں جن کے کرتوت
گرچہ ہیں پورے یہ چار
بے حس ہیں اور ناہنجار
خود قاتل ہیں، خود مقتول
دنیا پھر بھی مارے جوت
نیکی کا کر کے پرچار
کرتے ہیں یہ لوٹ کھسوٹ
مت میرا کھلواؤ منہ
سٹی کردوں گی میں گم
اپنی روش کو بدلو تم
ماں کی دُھن کو غور سے سُن!
سُن اور اپنے سر کو دُھن!
کہنے کو رکھوالے ہیں
آفت کے پرکالے ہیں
بیچ کے اپنے ہی گھر کو
رسوا مجھ کو کرتے ہیں
خود کو رسوا کر کے بھی
غیروں کا دم بھرتے ہیں
جتنا اونچا بنتے ہیں
خاک ہی منہ پہ ملتے ہیں
منہ پہ مری محبت کے
گُن گاتے ہیں صبح وشام
اندر ہی اندر سے مجھ کو
کھاتے ہیں یہ خوں آشام
دیمک کھائے جیسے گُھن
ماں کا ہے تو، ماں کی سُن!
مانگا مجھ کو چاہت سے
'لا اللہ' کے نعرے سے
سب کچھ ہے یاں الا اللہ
ہر اک کی غلامی الا اللہ
عریانی، فحاشی ہے
سود ہے اور بدکاری ہے
دھوکہ ہے، عیاری ہے
خیر سے ہر اک عاری ہے
رب سے جب غداری ہے
دین سے بھی بے زاری ہے
ماں کو دھوکہ دیتے ہو؟
اس سے بغاوت کرتے ہو؟
وعدے سے اپنے پھرتے ہو؟
جھوٹ کا دم تم بھرتے ہو!
اپنے من میں جھانکو تم
غیرت ہے تو سوچو تم
کس کو بنایا ہے قبلہ؟
کعبہ؟ یا واشنگٹن کو
پھوٹی ہے میری قسمت
باسٹھ سال گزار کے بھی
میرے نصیب میں ہے ذلت
سچے ہو تو بتلاؤ
نکلے گی اب کون سی دُھن؟
ماں کا ہے تو، ماں کی سُن!
کر کے اپنوں کا تم خوں
ڈول لہو کے بھرتے ہو
پیاس بجھا کر غیروں کی
فخر بھی اس پر کرتے ہو
حیرت ہے اور حسرت ہے
اُن پر، جو یہ کرتے ہیں
سوچو اگر تم مسلم ہو
کس کو راضی کرتے ہو؟
رب کو، یا امریکہ کو
کس سے یاری کرتے ہو؟
دھوکہ دے کر اپنوں کو
خود کو دھوکہ دیتے ہو!
پاکستان کے بیٹوں کو
ماں دیتی ہے یہ پیغام
جاگو اور جگاؤ تم
ورنہ بُرا ہوگا انجام
رب کو راضی کر لو تم
نافرمانی چھوڑو تم
قرآں کو اپنانا ہے
اس کو امام بنانا ہے
نبیؐ کے اسوہ پر چل کر
اپنے رب کو منانا ہے
دھرتی کے ہر گوشے پر
رب کا حکم چلانا ہے
دین و شریعت ہوں غالب
یہ قانون اپنانا ہے
ملک کے سب باشندوں کو
شیر و شکر بنانا ہے
دشمن کی سب چالوں کو
پھر ناکام بنانا ہے
دین کو یاں قائم کر کے
پاکستان بچانا ہے!
سُن لو وہ نعرہ کیا تھا
پاکستان کا مطلب کیا؟
"لا الٰہ الا اللہ"

ویت نام سے بھی بدتر شکست کا سامنا

جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ

تاریخ کا فیصلہ ہے کہ جو بھی حملہ آور افغانستان میں داخل ہوا، وہیں اس کا قبرستان بن گیا۔ 80ء کی دہائی میں روس پسپا ہو کر شکست وریخت کا شکار ہوا اور اب امریکہ، یورپی یونین، بھارت اور اتحادی ذلت آمیز شکست سے دوچار ہیں۔ گزشتہ تیس سالوں سے بیرونی طاقتوں کی اس جارحیت اور اس کے خلاف ردعمل کے سبب ہمارے خطے کی صورتحال انتہائی مخدوش ہو چکی ہے جس سے علاقائی اور عالمی سطح پر ایسے اثرات مرتب ہو رہے ہیں جو دوسری عالمی جنگ کے اثرات سے کم نہیں ہیں۔

پچھلے تیس سالوں کی عالمی دہشت گردی کی یادیں ہمارے ذہنوں میں تازہ ہیں، مثلاً افغانستان میں روسی لشکر کشی اور افغانیوں کی آٹھ سالہ جنگ آزادی کے نتیجے میں روس کو افغانستان سے ذلت آمیز پسپائی اختیار کرنا پڑی اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ آٹھ سالہ ایران عراق جنگ، دس سالہ افغان خانہ جنگی، 2001ء میں افغانستان پر امریکی جارحیت، 2003ء میں عراق پر امریکی جارحیت، 2005ء میں اسرائیل کی لبنان کے خلاف جنگ، 2008ء میں غزہ کی جنگ اور افغانستان میں جاری خونی جارحیت، ایسے واقعات ہیں جنہوں نے تاریخ کا رخ بدل دیا ہے۔ اس تیس سالہ ظلم و بربریت کے سبب ستر لاکھ سے زیادہ مسلمان شہید کیے جا چکے ہیں، جو ظلم کی انتہا ہے اور ظالم اور مظلوم کے درمیان تفریق واضح ہو چکی ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جو مظلوموں کے حق میں ''مداخلت ایزدی'' کو دعوت دیتی ہے۔ ماضی قریب میں مداخلت ایزدی کے دو مظاہر پیش کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً طاقت کے نشے میں ہٹلر نے اپنی قوم کو اقوام عالم سے برتر اور حکمرانی (Lebensraum) کا اہل سمجھتے ہوئے عالمی امن کو تہہ و بالا کر ڈالا۔ مظلوم اقوام نے اس ظلم کے خلاف متحدہ محاذ بنایا اور اس مداخلت ایزدی کے سبب صرف چدرہ سال کے اندر اندر نہ صرف شکست جرمنوں کا مقدر بنی بلکہ ان کے اتحادیوں کی طاقت بھی نیست و نابود ہو گئی۔

اسی طرح سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد امریکیوں نے عالمی برتری کے زعم میں مبتلا ہو کر عالم اسلام کے خلاف جارحانہ کارروائیوں کا آغاز کیا۔ یہاں 'مداخلت خداوندی' عالمی اسلامی مدافعتی قوت کی شکل میں پاکستان اور افغانستان کی سرزمین سے ابھری جس نے صرف پندرہ سالوں کے عرصے میں جارحیت کا ارتکاب کرنے والوں کے ارادے خاک میں ملا دیے اور اب انہیں ایک بدترین شکست سے دوچار کر دیا ہے۔

اسلامی مدافعتی قوت کا مرکز پاک افغان سرحد کا پشتون اکثریتی علاقہ ہے جہاں سے یہ قوت ابھری اور بعد میں ستر ممالک کے جہادی اس میں شامل ہوئے جن کا بنیادی مقصد، محکوم و مظلوم مسلمان ممالک کی آزادی ہے، یعنی افغانستان کی آزادی، عراق، فلسطین، صومالیہ، لبنان اور کشمیر کی آزادی۔ اسلامی مدافعتی قوت نہ تو 9/11 کے واقعہ میں ملوث تھی اور نہ ہی کسی اور دہشت گردی کے واقعے میں ملوث ہے لیکن القاعدہ کی اپنی الگ شناخت ہے۔ اس ٹکراؤ کی کیفیت سے پشتون پاور نے جنم لیا جو کہ اب پاکستان سے کوہ ہندوکش تک پھیل چکی ہے۔ یہ ہماری طاقت ہے۔ سابق امریکی سیکیورٹی ایڈوائزر ڈیوڈ کلکلن (David Kilkullen) نے پشتون پاور کو امریکی مفادات کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیتے ہوئے اسے جلد از جلد ختم کرنے پر زور دیا ہے۔ اسی طرح ایران، عراق، بحرین، سعودی عرب اور پاکستان میں شیعہ پاور بھی ایک حقیقت بن کر ابھری ہے۔ یہ بھی ہماری طاقت ہے جسے امریکہ نے پشتون پاور کے مدمقابل لانے کی منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ اور اس طاقت کو خلیج کی سنی العقیدہ ریاستوں کے مدمقابل بھی لانا چاہتا ہے۔ واضح رہے کہ امریکہ پہلے ہی شیعہ پاور یعنی ایران سے نمٹنے کے لیے خلیجی ریاستوں کو 120 بلین ڈالر کا اسلحہ اور عسکری ساز و سامان بیچ چکا ہے۔

اسلامی مدافعتی قوت امریکہ کے ''عالمی برتری'' کے خواب کی راہ میں رکاوٹ بن چکی ہے، جس سے دنیا کا یک قطبی نظام اب سہ قطبی نظام کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ جب کہ روس اور چین تیسری طاقت کا محور و مرکز ہیں اور امریکہ اور اس کے مدمقابل چین اور روس سرد جنگ کی تازہ کیفیت (Mindset) سے دوچار ہیں۔ یہ اسلامی مدافعتی قوت ہی ہے جس نے نئے ابھرتے ہوئے عالمی نظام کے خدوخال مرتب کیے ہیں، جارح قوتوں کی طاقت کو محدود کر دیا ہے۔ ظلم کے ہاتھ باندھ دیے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آزادی کی خاطر چلائی جانے والی ان تحریکوں کی آڑ لے کر القاعدہ اور اسی قسم کی کئی دہشت گرد تنظیمیں ابھری ہیں۔ اس قسم کے دہشت گرد پاکستان میں بھی ہیں جو اپنا قد کاٹھ بڑھانے کے لیے خود کو ''طالبان'' کہلوانا پسند کرتے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ طالبان نہیں ہیں۔ یہ لوگ وزیرستان، سوات، دیر اور باجوڑ کے ہمارے اپنے ناراض قبائلی ہیں جو غربت اور ناانصافی کے سبب ان جرائم پیشہ عناصر کے دام میں پھنس گئے ہیں اور اب پاکستانی فوج حکومتی عملداری قائم کرنے کے لیے ان کے خلاف برسرپیکار ہے۔ جس کے پس پردہ وہ سازش ہے جس کے تحت افغانستان پر قابض فوجوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی سے اس جنگ کا رخ پاکستان کی جانب موڑ دیا ہے۔

افغانستان میں بھارت اور یورپی یونین کی مداخلت سے خطے کا سیاسی توازن بگڑ چکا ہے اور امریکہ نے افغانستان کو بھارت کے تسلط میں دینے کے لیے اسے جنوبی ایشیا کا حصہ بنایا ہے۔ بھارت نے اتحادی ممالک کی سازباز سے افغانستان میں وسیع البنیاد جاسوسی کے مراکز قائم کر رکھے ہیں جو تمام ہمسایہ ممالک کے خلاف، بالخصوص پاکستان، ایران اور چین کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ اس سازش کا تفصیلی جائزہ دو سال قبل میں نے اپنے مضمون بعنوان ''پاکستان عالمی سازشوں کی زد میں'' کیا تھا۔ اس ذلت آمیز شکست کے باوجود بھارت اور امریکہ کی سازشیں کم نہیں ہوئیں۔

مثلاً چند دن پہلے Research Analysis Milli Afghanistan (RAMA) کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم کی گئی ہے

> **امریکہ کو اُس چینی دانشور کا قول یاد رکھنا چاہیے جس نے کہا تھا: ''کسی نظریاتی قوت سے مت ٹکراؤ جب تک کہ تمہارے اپنے نظریات اس قوت کے نظریات سے اعلیٰ اور ارفع نہ ہوں''**

جس کا مرکزی دفتر کابل میں ہے اور ننگر ہار اور قندھار میں اس کے ذیلی دفاتر ہیں جو صوبہ سرحد اور بلوچستان میں بھر پور طریقے سے اپنی سازشی کارروائیوں میں مصروف ہے۔اس لحاظ سے یہ کہنا بجا ہوگا کہ خطے کی اس تمام بدامنی اور انتشار کا ذمہ دار افغانستان پر بیرونی طاقتوں کا غیر آئینی و غیر اخلاقی قبضہ ہے جو ''تمام برائیوں کی جڑ ہے'' اور جس دن قابض فوجیں واپس جائیں گی، افغانستان اور پورے علاقے میں امن کی لہر دوڑ جائے گی۔

افغانستان میں قابض افواج کو 80ء کی دہائی میں روس کی نسبت آج کہیں زیادہ مزاحمت کا سامنا ہے کیونکہ مزاحمتی قوت پہلے سے کہیں زیادہ منظم اور بہترین اسلحہ سے لیس ہے۔سی آئی اے کی رپورٹ ''دی لانگ وار جرنل'' کے مطابق یہ تنظیم اب ''شیڈو آرمی'' کے نام سے جانی جاتی ہے جو متعدد ڈویژن پر مشتمل ہے، ہر ڈویژن میں کئی لشکر ہیں۔شیڈو آرمی میں پرانے مجاہدین بھی شامل ہیں، جنہوں نے روس کے خلاف مزاحمتی کارروائیوں میں حصہ لیا تھا، افغانستان کے طالبان بھی ہیں، جن میں اکثریت ان نوجوانوں کی ہے جو تیس سال سے جاری جنگ کے سائے میں پیدا ہوئے اور جوان ہو کر ملک کی آزادی کی جنگ میں شامل ہیں اور جن کے لیے جنگ زندگی کا قرینہ بن چکا ہے،عراقی مجاہدین بھی ہیں جنہیں جنگ کا وسیع تجربہ ہے۔پوری دنیا کے مختلف ممالک کے جہادی بھی ہیں اور القاعدہ کا 005 بریگیڈ بھی شامل ہے۔یوں یہ ایک ناقابل تسخیر طاقت ہے جس نے کئی بڑے معرکوں میں قابض فوجوں کو شدید جانی اور مالی نقصان سے دوچار کیا ہے اور صرف گزشتہ دو ماہ کے دوران قابض فوجوں کے 250 سے زیادہ فوجی ہلاک کر دیئے ہیں۔ آئندہ چند ماہ بڑے اہم ہیں۔ قابض فوجوں کو بڑی مشکل کا سامنا ہے اور وہ شکست سے دوچار ہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر مختلف امریکی و بین الاقوامی دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کی تحریروں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں جو اس بات کا واضح اظہار کرتے ہیں کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو افغانستان میں شکست ہو چکی ہے اور اب ان کے نکل جانے کا وقت آچکا ہے:

''امریکی فوجیں افغانستان کی جنگ میں تھک چکی ہیں اور عوام بھی تنگ آچکے ہیں'' (Robert Gates)۔

''افغانستان میں صورتحال بتدریج خراب سے خراب تر ہوتی جارہی ہے جہاں طالبان دن بدن طاقتور اور منظم ہو رہے ہیں،اس صورتحال سے افغانی عوام اپنے مستقبل کے متعلق بہت زیادہ فکر مند ہیں'' (Admiral M. Mullen)۔''افغانستان کو دوسرا ویتنام یعنی امریکی ایمپائر کا قبرستان بنایا جارہا ہے۔'' (Martin & R. Hertzberg)۔

''صدر اوباما کے متعین کردہ جنرل کرسٹل اور جنرل پیٹریاس دونوں کی افغانستان کے بارے میں پالیسیاں بنیاد پرستی اور تزویراتی غلطیوں کا مجموعہ ہیں'' (Noam Chomisky)''ہمیں افغانستان میں بدترین صورتحال کا سامنا ہے، امریکی اور اتحادی فوجیں شکست کھا رہی ہیں اور ہمارے نوجوان موت سے ہمکنار ہو رہے ہیں۔'' (Paddy Ashdown) ''ایک کام جو ہم نہیں کر رہے وہ یہ ہے کہ ہم وہ کام کریں جس کے زمینی حقائق متقاضی ہوں، یعنی قابض فوجیں اپنے سپاہیوں اور بے گناہ افغانیوں کے قتل سے باز آجائیں۔''

تاریخ کے اوراق ایسے سپاہیوں کی قبروں سے بھرے پڑے ہیں جنہوں نے فرائض کی بجا آوری کی خاطر اپنی جانیں پیش کیں۔'' (Adrian Hamilton)۔''اوباما تقدیر کے لکھے کو نہیں بدل سکتے۔نو آبادیاتی دور اب قصہ پارینہ بن چکا ہے، اس لیے افغانستان میں طاقت کے بل بوتے پر امن وامن کا قیام ناممکن ہے۔'' (Ted Rall)۔ان بیانات کا نوٹس لیتے ہوئے صدر اوباما کا اعتراف شکست ہے کہ ''ہم سب افغانستان سے پرامن واپسی چاہتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاقت کے بل بوتے پر کسی کو غلام نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا عالمی برتری کی کوششیں ترک کرنا ہوں گی۔'' اقتصادی بحران اور عراق و افغانستان میں شرمناک شکست کے بعد امریکہ کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ افغانستان سے پرامن طور پر نکلنے کی سعی کرے اور معروف تجزیہ نگار ولیم پفاف (William Pfaff) کے اس تجزیے پر غور کرے: ''امریکہ جنگ کے نشے کا عادی ہو چکا ہے، یہاں تک کہ جنگی جنون اس کی قومی شناخت بنتا جارہا ہے۔اب یورپ میں یہ تاثر عام ہو رہا ہے کہ افغانستان امریکہ کے لیے ایک اور ویت نام ثابت ہوا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان امریکہ کے لیے ویت نام سے کہیں زیادہ بدتر ثابت ہوگا کیونکہ ویت نام میں امریکہ کے مدمقابل ایک واضح دشمن تھا لیکن اسلامی مدافعتی قوت کے خلاف امریکہ کی حکمت عملی ناکامی سے دوچار ہے اور وہ سایوں کا تعاقب کرتے کرتے تھک چکا ہے۔دراصل یہ نظریات کی جنگ ہے جسے جیتنے کے لیے امریکہ کے پاس کوئی مناسب حکمت عملی نہیں ہے''۔ اسلامی مدافعتی قوت سائے کی مانند ہے جس کا تعاقب کرتے کرتے دشمن تھک چکے ہیں۔ یہ قوت لامکان ہے، جو حاضر بھی ہے اور غائب بھی، منظر بھی ہے اور ناظر بھی''۔ایک پھیلتی ہوئی، بڑھتی ہوئی ناقابل تسخیر قوت ہے۔اس صدی کا معجزہ ہے جسے مغربی دنیا سمجھنے سے قاصر ہے۔ایک چینی دانشور کا قول ہے: ''کسی نظریاتی قوت سے مت ٹکراؤ جب تک کہ تمہارے اپنے نظریات اس قوت کے نظریات سے اعلیٰ اور ارفع نہ ہوں''۔ اسلامی مدافعتی قوت کے نظریات دین اسلام کے نظریات سے عبارت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے نظریات سے اعلیٰ وارفع دوسرا کوئی نظریہ پیدا نہیں کیا۔امریکہ تاریخ کے دھارے کی الٹی سمت چل رہا ہے۔جبکہ تاریخ کا رخ ایسے عالمی نظام کی تشکیل کی جانب ہو چکا ہے جو اقوام عالم کے نظریات اور اختلافی سوچ کا احترام کرتے ہوئے جنگ اور بدامنی سے نجات کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔اس وقت پوری دنیا میں صرف چین ہی ایک ایسا ملک ہے جو پرامن بقائے باہمی کے اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے پوری دنیا کے ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات کا خواہاں ہے۔ بھارت اور یورپی یونین نے بدقسمتی سے وہ راستہ منتخب کیا ہے جو امریکہ کا راستہ ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی قابل عمل حکمت عملی مرتب کریں، تاکہ دنیا کو موجودہ بدامنی اور انتشار کی کیفیت سے نجات مل سکے۔

معروف دانشور (Paddy Ashdown) کا کہنا ہے کہ: ''عالمی طاقتوں کو چاہیے کہ ان ممالک کو بھی مرکزی دھارے میں شامل کریں جو نہ صرف تاریخی، سماجی اور ثقافتی لحاظ سے ہم سے مختلف ہیں بلکہ ان کے نظریات اور سوچ بھی عالمی طاقتوں کی اقتدار سے مختلف ہیں۔''

(بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

attack and stroke. A lack of folate is unhealthy for anyone, but in fetuses it can cause very serious brain disorders. In extremely rare cases, babies have been born without a brain. That's why pregnant women and even women who are planning to conceive are in need for folate supplement. Asparagus may provide the answer!

2. **BRUSSEL SPROUTS** found to enhance the activity of the body's natural defense systems to protect against disease, including cancer, Sulforaphane, a potent phytonutrient found in Brussels sprouts and other Brassica family vegetables, boosts the body's detoxification enzymes, by altering gene expression, thus helping to clear potentially carcinogenic substances more quickly, especially in pregnant women.
3. **CAULIFLOWER** is in the same family of vegetables as broccoli, and is a good source of vitamin C, vitamin B6, and folate. Cauliflower also contains glucosinolates, sulfur-containing compounds that have been shown to help decrease the risk of certain cancers.
4. **CILANTRO**, one of the world's oldest spices, dates back to 5000 B.C. native to Mediterranean and Middle Eastern regions. Cilantro leaves have many known health benefits. Here's half an alphabet of good things it does to and for you:
   a) Protects against the Salmonella bacteria
   b) Works as a natural chelating treatment (meaning it removes heavy metals from the blood stream)
   c) Aids in digestion and helps settle the stomach and prevent flatulence
   d) Is an anti-inflammatory that may alleviate symptoms of arthritis
   e) Protects against urinary tract infections
   f) Prevents nausea
   g) Relieves intestinal gas
   h) Lowers blood sugar
   i) Lowers bad cholesterol (LDL) and raises good cholesterol (HDL)
   j) Is a good source of dietary fiber
   k) Is a good source of iron
   l) Is a good source of magnesium
   m) Is rich in phytonutrients and flavonoids
5. **EGGPLANTS** is high in fiber, low in fat and contains an array of nutrients, such as vitamin A & C, niacin and folic acid, and the minerals iron, calcium, magnesium and potassium. The skin of the eggplant is rich in flavonoids and other antioxidants, which can help reduce the risk of heart disease and stroke. It's also packed with compounds called terpenes, which can help to lower cholesterol. (*To be continued*)

بقیہ: ایک عظیم خوشخبری

در مکتب و مدارس علم فرنگ خوانند
در علم فقہ و تفسیر غافل شوند بے گانہ

”مکتبوں اور مدرسوں میں انگریزی تعلیم کا دور دورہ ہوگا۔ علم دین فقہ و تفسیر کا علم جاتا رہے گا۔“

خونِ جگر بنوشم از رنج با تو گویم
لِلّٰہ ترک گرداں آں طرز راہبانہ

”میں اپنا خونِ جگر پیتے ہوئے حد درجہ رنج کھاتے ہوئے تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ اے مسلمان! (اے پاکستانی!) خدا کے لیے یہ راہبانہ (عیسائیوں کے) طور طریق چھوڑ دے۔“

بعد آں شود چو شورش در ملک ہند پیدا
عثماں نماید آندم یک عزم غازیانہ

”اس کے بعد پورے ملک ہند میں ایک فتنہ سر اٹھائے گا اور زبردست شورش برپا ہوگی۔ (اور اس کا پورا الزام پاکستان کے سر تھوپا جائے گا) اسی وقت ترک نما غازی ایک عزم غازیانہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔“

آخر حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ
گیرد بہ نصرت اللہ شمشیر از میانہ

”غازیوں کے عزم غازیانہ کے ساتھ ہی ایک ولی اللہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاحب قرآن کا درجہ رکھتا ہوگا یعنی عالم دین بھی ہوگا، خدا کی مدد کے ساتھ اپنی تلوار کو بے نیام کردے گا۔“

یعنی اعلان جہاد کرے گا اور ہندوستان کی جنگ کی دھمکیوں کے جواب میں جارحانہ اقدام کرے گا۔ (یہ حبیب اللہ کون ہوں گے؟ آیئے سب مل کر دعا کریں کہ وہ جلد ظاہر ہوں!) (جاری ہے)

HEALTH BENEFITS FROM YOUR GARDEN (1)

> "It is He Who has created for you all things that are on earth. Moreover, His design comprehended the heavens, for He gave order and perfection to the seven firmaments; and of all things He has perfect knowledge." [2:29]

The phrase "created for you all things" in this verse has great meaning and can be looked at from many viewpoints. Almost everyone recognizes that Allah ﷻ provided us with fruit and vegetables as food. What many of us do not truly realize is that Allah created many health benefits for us in these items. For these are among the most natural of all foods, containing different vitamins, minerals and thousands of other plant chemicals known to provide health enhancements.

For nearly a century now, fruits and vegetables have been recognized as a good source of vitamins and minerals. Along with its many disease-reducing properties, eating fruits and vegetables can also help control weight. They are especially prized for their ability to prevent vitamin C & A deficiencies. Almost all current research shows that fruits and vegetables are critical to promoting good health. To get the amount that's recommended, most people need to dramatically increase the quality of fruits and vegetables they eat everyday. What are some of the good things in fruits and vegetables?

THE 8 GREAT MIRACLE SUBSTANCES

- VITAMINS: Vital organic nutritional substances
- MINERALS: Vital inorganic nutritional substances
- FLAVONOIDS: Plant chemicals that act like antioxidants
- SAPONINS: Plant chemicals that have a bitter taste
- PHENOLS: Organic compounds in foods
- CAROTENOIDS: Vitamin A-like compounds
- ISOTHIOCYANATES: Sulfur-containing compounds
- DIETARY FIBER: Substance that aid digestion and clean the intestines

It is somehow in our human natures to not do things we know are good for us unless we learn reasons to match them to our own goals and identify with them again. To just say, "Eat more vegetables because they are good for you," isn't always motivating enough for us to get around to doing it. When it comes to our eating habits, we always play the dietary experts. So here's a list for you to internalize.

TOP 10 REASONS

1. They create a mellowing effect on blood sugar levels, which controls the appetite.
2. They reduce blood pressure, risk of heart disease, stroke, and some cancers.
3. They contain fiber. This helps us feel full and with digestion.
4. Dart leafy greens contain calcium and vitamin K for healthy bones.
5. Some are so low (sometimes almost no) calorie food. Eat a lot without gaining weight!
6. Boosts energy in muscle cells. This means feelings of vitality and more energy to be more active during the day.
7. Great for skin and hair.
8. Reduces water retention that causes bloating.
9. Reduces the risk of diabetes.
10. Great for keeping the eyes and immune system in top notch condition.

THE 10 POWERHOUSE HERBS & VEGETABLES

1. **ASPARAGUS** is ideal for young women; it contains folate (folic acid, a vitamin B), a vitamin that helps prevent neural-tube birth defects and essential for proper cellular division because it is necessary in DNA synthesis. The folic acid is a critical nutrient in cardiovascular health. Specifically, folic acid helps convert potentially dangerous homocysteine into harmless molecules, a process that protects blood vessels and reduces the risk of heart

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate........................327 mg
- Vitamin C...500 mg
- Folic Acid...1 mg
- Vitamin B12....................................250 μg

Sweetened WITH ASPARTAME

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

PHARMA

your Health our Devotion

M-1000/DMU/04-08